Regd. No. P/GDP-3
Phone No. 35

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان

خصوصی اشاعت

"مَیں خُدا کے فضلوں پر بھروسہ رکھتے ہُوئے کہتا ہُوں کہ

میرا نام

ہمیشہ دُنیا میں قائم رہے گا اور گو مَیں مرجاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ خُدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہوچکا۔ وہ میرے نام اور میرے کام کو دُنیا میں قائم رکھے گا۔"

{خطاب سیّدنا حضرت مُصلح موعود رضی اللہ عنہ
بر موقع جلسہ سالانہ ربوہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء}

ادارۂ تحریر

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

ناشر:- بشارت احمد حیدر

لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اداریہ

صداقتِ اِسلام کو آشکار کرنے والا ایک مہتم بالشّان آسمانی نشان

یُوں تو اُفقِ دنیا پر طلُوع ہونے والا ہر دن چشمِ بینا کو ایک صانعِ حقیقی کا اِدراک عطا کرتا ہے ۔ اور آفتاب کی ضیا پاشیوں سے منوّر کائنات کی وسعتوں کو اپنے سیاہ آنچل میں چھُپا لینے والی ہر رات اہلِ بصیرت کو ایک قادر و توانا ہستی کا پتہ دیتی ہے ۔ تاہم رُوحانی دُنیا کے اُفق پر کچھ ایسے دِن بھی نمودار ہوتے ہیں جو خارقِ عادت آسمانی نشانوں کے حامل ہونے کی وجہ سے شعائر اللہ کا درجہ رکھتے ہیں ۔ ٹھیک اسی طرح ۲۰ فروری کے مبارک و مسعُود تاریخی دِن کو بھی اپنے دامن میں صداقت و حقانیتِ اسلام کا ایک مہتم بالشّان آسمانی نشان لئے ہوئے ہونے کے باعث جماعتِ احمدیہ میں غیر معمولی عظمت اور اہمیّت حاصل ہے ۔

تفصیل اِس اجمال کی اِس طرح ہے کہ اُنیسویں صَدی کے وسطِ آخر میں جب مذاہبِ عالَم کے مابین جاری عقائد و نظریات کی بحثیں اپنے عُروج کو پہنچ گئیں اور بظاہر حالات اُن کا کسی نتیجہ تک پہنچنا مشکل نظر آنے لگا تو مقدس بانی سلسلہ احمدیہ سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السّلام نے اِن طویل بحثوں کو فیصلہ کُن صُورت دینے کے لئے مذہبی دُنیا کے سر برآوردہ لیڈروں اور مقتدر رہنماؤں کی توجہ اِس امر کی جانب مبذول کرائی کہ اِصطلاح میں چونکہ مذہب کا لفظ ایسے راستے کے لئے استعمال ہوتا ہے جس پر چل کر انسان خُدا تک پہنچ سکے ، اِس لئے اُصولی طور پر وُہی مذہب برحق اور سچّا قرار دیا جاسکتا ہے جو اپنے متّبعین کا اُن کے معبودِ حقیقی سے زندہ اور مضبُوط تعلق قائم کرنے کی خاصیت رکھتا ہو ۔ اِس فیصلہ کُن معیارِ صداقت کو مذاہبِ عالَم کے سامنے پیش کرنے کے بعد آپؑ نے انتہائی تحدّی کے ساتھ دعویٰ فرمایا کہ ہمارے ایمان اور عقیدہ کے مطابق آج تمام رُوئے زمین پر فقط اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو دُنیا کو ایک زندہ خُدا ، ایک زندہ کتاب اور ایک زندہ نبیؐ سے رُوشناس کراتا ہے ۔ پس اگر کوئی طالبِ حق ہمارے اِس دعویٰ کو حق و صداقت کی کسوٹی پر پرکھنے کا خواہاں ہو ۔ وُہ آئے اور میرے وجُود میں اِس کے زندہ اور ناقابلِ تردید ثبُوت مشاہدہ کرے ۔

حضُور علیہ السّلام کے اِس پُرشوکت اور تحدّی آمیز اعلان کو سُن کر قادیان ہی کے دس ہندو دوستوں نے آپؑ کی خدمت میں بادب یہ درخواست کی کہ آپؑ کے ہمسایہ اور پڑوسی ہونے کے ناطے اِس نوع کی نشان نُمائی کے سب سے زیادہ اور سب سے پہلے حقدار ہم ہیں ۔ اِس لئے ہمیں کوئی خارقِ عادت نشان دِکھایا جائے ۔ اُن کی اِس درخواست کو شرفِ قبولیت عطا کرتے ہوئے حضورؑ نے بمقام ہوشیار پُور مُسلسل چالیس دن تک متضرعانہ دُعاؤں اور عبادات کے بعد اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر ایک عظیم الشّان پیشگوئی فرمائی جو معاً بعد زبانی انکشاف کے علاوہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مِن وعَن شائع بھی کر دی گئی ۔ اِس پیشگوئی کے ذریعے جسے عُرفِ عام میں "پیشگوئی مُصلح موعود" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ، اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک ایسے اُولو العزم اور جلیل القدر فرزند کی بشارت عطا فرمائی جس کے وجودِ مسعُود سے چار دانگِ عالَم میں اللہ تعالیٰ کے جلال ، دینِ اسلام کے شرف اور قرآنِ مجید کے رفیع الشّان مرتبے کا اظہار مقدّر تھا ۔ جیساکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

"اَے مظفّر ! تجھ پر سَلام ۔ خُدا نے یہ کہا تا ...... دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے ...... فرزند دلبند ، گرامی ارجمند ، مظھر الاوّل والاٰخر مظھر الحقّ و العلاء کانّ اللّٰہ نزل من السّماء ۔ جس کا نزُول بہت مُبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہُور کا مُوجب ہوگا ۔" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

دُنیائے ناپائیدار میں اِنسان کی زندگی پانی کے ایک موہُوم بُلبلے کی مانند ہے جس کے عرصۂ حیات کی حدبندی ممکن نہیں ۔ کون جانے کب کس کا وقتِ مقدّر آجائے اور اُس کی زندگی کا حُباب وقت کی تُند اور تیز موجوں میں گُم ہوجائے ۔ ایسے میں کون ہے جو پُورے وثوق اور یقین کے ساتھ یہ دعویٰ کرسکے کہ نہ صرف وہ خُود بلکہ اُس کی شریکِ حیات بھی ایک مخصوص اور معیّن مدت تک زندہ رہے گی ۔ اور اِس مقررہ مدت کے اندر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اُنہیں ایک ایسا خوش نصیب اور بلند اقبال بیٹا عطا کرے گا جو نہ صرف یہ کہ لمبی عُمر پائے گا بلکہ اپنی خُدا داد اعلیٰ صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر دُنیا میں ایک عظیم رُوحانی انقلاب کی داغ بیل بھی ڈالے گا ۔ ایک دُنیادار کے لئے بظاہر حالات ایسے کسی بھی دعویٰ کو درست تسلیم کرنا ممکن نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں بہت سے مخالفین نے حضور علیہ السّلام کی اِس پیشگوئی کو دیوانے کی بڑ سے زیادہ اہمیّت نہیں دی وہاں کچھ بدبختوں نے تو اِس نشانِ رحمت کو تمسخر و استہزاء کا نشانہ بناتے ہوئے یہ ہرزہ سرائی بھی کی کہ موعُود بیٹا تولّد ہونا تو درکنار (نعوذ باللہ من ذٰلک) آپؑ کی موجودہ ذُریّت بھی بہت جلد منقطع ہوجائے گی حتیٰ کہ آپؑ کی اپنی شہرت بھی غایت درجہ تین سال تک برقرار رہے گی اِس کے بعد آپؑ کا نام و نشان بھی معدُوم ہوجائے گا (ملاحظہ ہو کُلیاتِ آریہ مسافر ص۴۹۳ تا ص۴۹۹) مگر خُدا کے اِس برگزیدہ بندے کو چونکہ اپنے حیّ و قیّوم اور صادق الوعد خُدا پر پُورا یقین تھا اِس لئے اُس نے بہانگِ دُہل اپنے مخالفین کو مخاطب کرکے فرمایا :-

"مَیں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہُوں کہ خُدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا اور اگر ابھی موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دُوسرے وقت میں ظہوُر پذیر ہوگا ۔ اور اگر مدّتِ مقررہ سے ایک دِن بھی باقی رہ جائے گا تو خُدائے عزّ و جلّ اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدوں کو پُورا نہ کرے ۔" (اشتہار تکمیلِ تبلیغ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۶ء)

نیز فرمایا :-

"وہ (پسرِ موعود ۔ ناقل) .... خُدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا ۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں ۔" (سبز اشتہار مطبوعہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

پیشگوئی میں مذکور پسرِ موعود کی پیدائش کی میعاد اللہ تعالیٰ نے اگرچہ نَو سال مقرر فرمائی تھی ۔ مگر معاندینِ اسلام کی اِس ہرزہ سرائی کو سُن کر کہ "موعود بیٹا عطا ہونا تو درکنار مرزا صاحب کی موجودہ نسل بھی بہت جلد منقطع ہوجائے گی ۔" اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور اُس نے اپنی معجزانہ قُدرت نُمائی سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو یعنی تین سال سے بھی کم مدت میں وہ اُولو العزم اور جلیل القدر موعود بیٹا عطا فرمادیا جس کا نام تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود رکھا گیا ۔ وعدۂ الٰہی کے عین مطابق وُہ خُدا کے سایے میں جلد جلد پروان چڑھا ۔ اور ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو عین جوانی کے عالَم میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کے رفیع الشّان رُوحانی منصب پر فائز کیا گیا ۔ پیشگوئی مُصلح موعود میں بیان شدہ ایک ایک علامت سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے بابرکت وجود میں ایسی شان سے جلوہ گر ہوئی کہ اپنے تو اپنے بیگانے بھی ورطۂ حیرت میں پڑ گئے ۔ اور طوعاً و کرہاً اُنہیں اِس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبُور ہونا پڑا کہ :-

"اِس پیشگوئی کو پڑھو اور بار بار پڑھو اور پھر ایمان سے کہو کہ کیا یہ پیشگوئی پُوری نہیں ہوئی ؟ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی ہے اُس وقت موجودہ خلیفہ (سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ ناقل) ابھی بچّے ہی تھے اور مرزا صاحب کی جانب سے اُنہیں خلیفہ مقرر کرانے کے لئے کسی قسم کی وصیّت بھی نہ کی گئی تھی ۔ بلکہ خلافت کا انتخاب رائے عامّہ پر چھوڑ دیا گیا تھا ۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۸ پر)

ہفت روزہ بدر قادیان

مُصلح موعودؓ نمبر

بابت

۱۲ جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ

مُطابق :-

۱۲ تبلیغ ۱۳۶۶ ہش

۱۲ فروری ۱۹۸۷ء

جلد : ۳۶ — شمارہ : ۷

شرحِ چندہ

سالانہ	۴۵ روپے
ششماہی	۲۳ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک	۱۶۰ روپے
فی پرچہ	ایک روپیہ
خاص نمبر	ڈیڑھ روپے

اخبارِ احمدیّہ

قادیان ، ۷ تبلیغ (فروری) ۔ سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں ہفتہ زیرِ اشاعت کے دَوران لندن سے بذریعہ ڈاک ملنے والی اطلاع کے مطابق حضور پُرنور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں اور دِن رات مہماتِ دینیّہ کے سر کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں ۔ الحمدُ للہ ۔

احبابِ جماعت التزام کے ساتھ دُعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہمارے جان و دِل سے محبُوب آقا کا ہر آن حامی و ناصر ہو ۔ اور مقاصدِ عالیہ میں حضور کو فائز المرامی عطا فرماتا رہے ۔ آمین ۔

● ۔ حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلّہا العالی کی صحت کے بارہ میں عرصہ زیرِ اشاعت میں کوئی تازہ اِطلاع موصُول نہیں ہوئی ۔ احباب حضرت سیّدہ ممدوحہ کی کامل و عاجل شفایابی اور درازیٔ عُمر کے لئے بھی دُعائیں جاری رکھیں ۔

● ۔ محترم چوہدری عبد القدیر صاحب ناظر بیت المال خرچ و قائمقام امیر مقامی اپنے بیٹے عزیز عبد الواسع کی شادی کے سلسلہ میں مع اہل و عیال مورخہ ۸/۲۹ کو پاکستان تشریف لے گئے ہیں اور اُن کے بعد محترم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال آمد بحیثیت قائمقام امیر مقامی فرائض سرانجام دے رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ موصوف کا سفر و حضر میں حامی و ناصر ہو اور شادی کی تقریب کو کامیاب اور بابرکت کرے ۔ آمین ۔

● ۔ مقامی طور پر تمام درویشانِ کرام و احبابِ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں ۔ الحمد للہ ۔

نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

قدرت، رحمت اور قربت الٰہی کا مظہر مہتمّ بالشان آسمانی نشان!

پیشگوئی مصلح موعود کی پُرشوکت الہامی عبارت

ادائل ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیار پور چالیس روزہ گوشہ نشینی اور عاجزانہ و متضرعانہ دعاؤں کے نتیجہ میں مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو جن پُرشوکت الہامی الفاظ میں ایک اولوالعزم اور جلیل القدر فرزند عطا ہونے کی بشارت دی گئی وہ تاریخ احمدیت میں "پیشگوئی پسرِ موعود" کے نام سے موسوم ہیں۔ ذیل میں اس مہتم بالشان آسمانی بشارت کا مکمل متن ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے ——————— (ادارہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام "مُصلح موعود" کے بارہ میں عظیم الشّان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"خُدائے رحیم و کریم نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا۔ اور تیری دُعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا ہے) تیرے لئے مُبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قُربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خُدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں، باہر آویں۔ اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خُدا کے وجُود پر ایمان نہیں لاتے اور خُدا اور خُدا کے دین اور اس کی کتاب اور اُس کے پاک رسُول محمد مصطفٰے ؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھُلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غُلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذُریّت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اُس کو مقدس رُوح دی گئی ہے۔ اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ وہ نُور اللہ ہے۔ مُبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خُدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم۔ اور علُوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مُبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مُبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ خُدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(از اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء صفحہ ۳)

◯

خدا نے اس پیشگوئی کے ذریعے اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت پیش کیا ہے

خدا میرے اور میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعے سے دنیا میں اسلام کی عزت کو قائم کریگا

بے شک تم خوشیاں مناؤ اور اچھلو لیکن اس خوشی میں اپنی ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو!

دشمنانِ اسلام پر خدا تعالیٰ نے کامل حجت کر دی ہے اور واضح کر دیا کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب ہے!

پیشگوئی مصلح موعود کے بارہ میں سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصریحات

- "—— اللہ تعالیٰ کے اذن اور اسی کے انکشاف کے ماتحت میں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت دنیا میں آنا تھا اور جس کے متعلق یہ مقدر تھا کہ وہ اسلام اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے جلالی نشانات کا حامل ہوگا وہ میں ہی ہوں اور میرے ذریعہ ہی وہ پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک موعود بیٹے کے متعلق فرمائی تھیں۔"
(الموعود: صفحہ ۶۶، ۶۷)

- "—— میں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں۔"
(الموعود: صفحہ ۲۰۷)

- "—— غرض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے وہ پیشگوئی جس کے پورا ہونے کا ایک لمبے عرصہ سے انتظار کیا جارہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق اپنے الہام اور اعلام کے ذریعہ مجھے بتادیا ہے کہ وہ پیشگوئی میرے وجود میں پوری ہوچکی ہے۔ اور اب دشمنانِ اسلام پر خدا تعالیٰ نے کامل حجت کردی ہے اور ان پر یہ امر واضح کر دیا ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے فرستادہ ہیں۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو اسلام کو جھوٹا کہتے ہیں۔ کاذب ہیں وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کاذب کہتے ہیں۔ خدا نے اس عظیم الشان پیشگوئی کے ذریعہ اسلام اور رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کر دیا ہے۔"
(الموعود: صفحہ ۲۰۸، ۲۰۹)

- "—— خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا۔ اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے۔ اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے۔"
(الموعود: صفحہ ۲۱۲)

- "—— بے شک آپ لوگ خوش ہو سکتے کہ خدا نے اس پیشگوئی کو پورا کیا۔ بلکہ میں کہتا ہوں آپ کو یقیناً خوش ہونا چاہیئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود لکھا ہے کہ تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔ پس میں تمہیں خوش ہونے سے نہیں روکتا۔ میں تمہیں اچھلنے اور کودنے سے نہیں روکتا۔ بے شک تم خوشیاں مناؤ اور خوشی سے اچھلو اور کودو۔ لیکن میں کہتا ہوں اس خوشی اور اچھل کود میں تم اپنی ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو۔"
(الموعود: صفحہ ۲۱۴، ۲۱۵)

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ؎ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
(کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- گلوب ربڑ مینوفیکچرس نمبر ۷ رابندرا سرانی ملکتہ ۷۳....
فون:- 27-0441
گرام:- GLOBEXPORT

خطبہ جمعہ

انتہائی مشکلات کے دور میں بھی جماعت کا قدم قربانی کے میدان میں تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے

جماعت کو قربانی کے اس بلند مقام تک پہنچانے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے بڑی محنت کی ہے جسے بھلانا نہیں چاہئے

حضرت مصلح موعودؓ کی جاری فرمودہ آخری مالی تحریک "وقف جدید" کے سال نو کے آغاز کا بابرکت اعلان!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲ صلح ۱۳۶۶ ہش مطابق ۲ جنوری ۱۹۸۷ء بمقام مسجد فضل، لندن

(مرتبہ: مکرم عبد الحمید غازی صاحب لندن)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ حشر کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (حشر: ۱۰)

اور پھر فرمایا:-

اس آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے جو مضمون بیان ہوا ہے اس کا آج کے خطبہ سے گہرا تعلق ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں خطبہ کے اس حصہ کی طرف آؤں ابتدائی چند باتیں آج کے وقت سے تعلق رکھنے والی آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

وقت تو ایک گزرتی ہوئی قدر ہے

جس پر کبھی ہاتھ نہیں رکھا جا سکتا۔ کبھی انگلی اس پہ رکھی نہیں جا سکتی۔ ماضی حال میں اور حال مستقبل میں مسلسل اس طرح بدلتے چلے جا رہے ہیں کہ اللہ کے وقت کا کوئی حصہ بھی کسی لمحے کے کسی حصے پر بھی، معین نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ پیشتر اس کے کہ آپ اسے کہیں معین کریں، وہ وقت یا ماضی بن چکا ہوگا یا ابھی آیا ہی نہیں ہوگا۔ آپ کو انتظار کرنا پڑے گا۔ اور جب آئے گا تو پیشتر اس کے کہ آپ کا ذہن اس کا تصور بھی کر سکے وہ ماضی میں گزر جاتا ہے۔ اور ہم ہر اس چیز کو، یہ گزرتے ہوئے وقت کو حال سمجھ رہے ہیں۔ کیونکہ نہ ماضی سے ہمارا تعلق ہے، درحقیقت وہ ہمارے قبضہ میں نہیں ہے۔ نہ مستقبل سے کوئی تعلق ہے کیونکہ اس کا ایک مبہم انتظار ہے۔ اور جو ہے وہ ہمیں حال دکھائی دیتا ہے، جو ہے ہی نہیں دراصل۔

عجیب خدا تعالیٰ نے اس کائنات کو ہمارے لئے بظاہر نہایت ہی زیادہ ٹھوس بھی بنایا اور سوچنے والوں کے لئے یہ پیغام بھی رکھ دیا کہ اس میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔ صرف وقت کا مالک ہے جس کے نزدیک ماضی بھی ہے، حال بھی ہے، مستقبل بھی ہے۔ اور اس کے سوا کوئی بھی مالک نہیں لیکن اس کے باوجود انسان کچھ پیمانے گھڑ لیتا ہے۔ اور وہ پیمانے بھی اس کے درحقیقت یہ کہنا چاہئے کہ اس کے اپنے گھڑے ہوئے نہیں ہیں۔ قدرت نے اس کی ذہنی سوچوں کو آسان کرنے کے لئے، حوالے دینے کے لئے، اپنی زندگی کے لائحہ عمل کو مرتب کرنے کے لئے، وقت کو مختلف ادوار سے باندھ رکھا ہے۔ اور ان ادوار کے حوالے سے انسان وقت کا ایک تصور قائم کر لیتا ہے۔ ساری کائنات میں ایک وقت نہیں ہے۔

ہر وقت کا تصور اللہ تعالیٰ نے کسی دور سے باندھ رکھا ہے

جیسے ہم چوبیس گھنٹے کا دن کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ زمین گردش کر کے خاص اس مقام پر واپس آجائے جہاں سے کسی لمحہ چلی تھی۔ اور اس مقام کا تعین کرنا چاہیں تو آپ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ ایک مسلسل گزرتا ہوا وقت ہے۔ لیکن جائزے کے بعد یہ اندازہ ہو گیا کہ ۲۳ گھنٹے کچھ منٹ، یعنی ۲۴ سے لگ بھگ چند سیکنڈ کم وقت میں یہ زمین لازماً پھر وہاں پہنچے گی۔ اس نسبت سے ہر وقت جب یہ زمین چکر لگاتی ہے تو ہمارا وقت کا پیمانہ ۲۴ گھنٹوں میں منتقل ہو جاتا ہے کم و بیش۔ اور جب سال کا چکر لگاتی ہے تو ۳۶۵ دن میں سے چند سیکنڈ کم یہ چکر بنتا ہے ایک سال کا۔ اپنی ذات میں اس کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ ہزار دفعہ زمین گردش کر جائے اس سے انسان کو کیا فرق پڑتا ہے۔ ایک گردش کے بعد دوسری گردش کیوں بہتر ہو پہلی سے۔ اس کا جغرافیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ انسان ہے جس کو خدا تعالیٰ موقع دیتا ہے کہ ہر گردش میں اپنی حالت بدلے اور اپنے وقت کا اس دوران میں جو وقت اس کو ملا ہے اس کا ایسا استعمال کرے کہ جب دوبارہ اس کا سر وہاں ابھرے جہاں ڈوبا تھا، جہاں وہ نشان لگا چکا ہے کہ ہاں وقت میرا ایک دور پورا ہوگا تو پہلے سے بہتر حالت میں ابھرے۔ اس کے سوا اس دورانی گردش کا اور کوئی بھی مفہوم نہیں۔ پس جو کچھ بدلتا ہے وہ انسان یا اس کا گرد و پیش ہے۔ وقت ایک بظاہر کھوئی ہوئی چیز ہے۔ لیکن کچھ گم نہیں ہے۔ محض ایک تصور ہے۔ جو چیز حرکت میں ہے وہ ان پیمانوں کے اندر پڑی ہوئی وہ چیز ہے جو ڈھل رہی ہے مختلف شکلوں میں۔ اگر وہ بہتر نہ ہو تو

محض وقت کے گزرنے کا کچھ بھی مفہوم نہیں

کوئی بھی اس کا معنی نہیں۔ لیکن انسان عجیب خود فراموش چیز ہے۔ حقیقت کو تو فراموش کر دیتا ہے جو اہمیت ہے۔ اور وقت کے ظاہری پیمانے کو پکڑ کے بیٹھ جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ اپنی خوشیاں وابستہ کر لیتا ہے۔ چنانچہ اب یہ جمعہ اس نئے سال کا جمعہ ہے جس میں اب ہم داخل ہو چکے ہیں۔ اس سے پہلے مغرب نے اپنی خوشیاں اس نئے سال کے دور سے اس طرح وابستہ کیں کہ اتنی شراب پی، اتنا غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا کہ سارے یورپ میں اور مغربی ممالک میں پولیس کو کبھی بھی اتنا مصروف نہیں ہونا پڑا جتنا اس نئے سال کے آغاز میں مصروف ہونا پڑا ہے۔ مصیبت پڑی ہوئی تھی کس طرح ان لوگوں کو سنبھالیں۔ اور اظہار یہ ہے کہ نیا سال چڑھا ہے، خوشیوں کا وقت ہے۔ اس لئے ان خوشیوں کا اظہار گناہوں کے ذریعہ کیا جائے۔ غیر ذمہ داری کے ذریعہ کیا جائے۔ اور کروڑہا کروڑ روپیہ ڈالرز اور پاؤنڈز کی شکل میں ایک دوسرے کو مبارکباد کے پیغام دینے پر خرچ ہوا۔ سوال یہ ہے، کس چیز کی مبارکباد؟ وقت کے پہیے کے گھومنے میں تو تمہارا ایک ذرے کا بھی دخل نہیں۔ کس کوشش، کس محنت سے یہ پھنسا ہوا پہیہ تم نے نکالا تھا۔ کہ اب اسے دوبارہ چلانے کی خوشی میں تم ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہو۔ کیا واقعہ گزرا ہے جس کے نتیجے میں مبارکباد کا انسان مستحق ہوا ہے؟ اس لئے اس پہلو سے اگر آپ اس رسم کا جائزہ لیں تو

بالکل بے معنی اور کھوکھلی رسم

ہے۔ اس میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔ لیکن مومن کے اوپر بھی یہ دور آتا ہے۔ مومن بھی ہر دفعہ اس دور کے ایک خاص مقام پہ سے گزرتا ہے۔ جہاں وقت کے لحاظ سے اس نے ایک نشان لگا رکھا ہے۔ یہ ۱۹۴۷ کا نشان ہے یا ۴۷ کا یا ۴۸ کا یا ۴۹ کا یا ۵۰ کا۔ اور اس طرح یہ نشان آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے دل میں بھی خیال آتا ہے کہ میں بھی مبارکباد دوں۔ وہ بھی خوشیوں کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ حقیقی طور پر عارف ہے تو اس خوشی کے اظہار کی اس کو قیمت دینی پڑے گی۔ اور بے قیمت اور بے مقصد اور بے وجہ اس کی خوشی کا اظہار اس پر سجتا نہیں۔ اس کے لئے جائز نہیں۔ کیونکہ

ایک مومن کا ردِ عمل

ایک کافر کے ردِ عمل سے بالکل مختلف ہونا چاہیئے۔ معنی خیز ہونا چاہیئے۔ کوئی زندگی کا اس کا حصہ لغو ہیں شمار نہیں ہونا چاہیئے۔ تو مبارکباد تو دینے کا مومن کو بھی دل چاہتا ہے۔ اور اس کا حق بھی ہے۔ بلکہ غور کریں تو صرف اسی کا حق ہے۔ لیکن اس مبارکباد کی کچھ اس کو قیمت دینی ہوگی۔ مبارکباد ان معنوں میں وہ دے سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے ذمے جو دنیا کے حالات بدلنے کی اہم ذمہ داری ڈالی ہے، میں مبارکباد تمہیں دیتا ہوں اے میرے بھائیو اور میری بہنو، میری بیٹیو، میرے بچو، میرے بڑو اور میرے چھوٹو، اے مسلمانو اور اے غیر مسلمو! میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ میں ایک نئے عزم کے ساتھ اس سال میں داخل ہو رہا ہوں کہ مجھ سے تم تک بھلائی پہلے سے زیادہ قوت اور شدت کے ساتھ پھوٹے گی۔ پھوٹ کر پہنچے گی۔ اور میں بالارادہ کوشش یہ کروں گا کہ میرا فیض نسبتاً زیادہ عام ہو۔ اس میں پہلے سے زیادہ قوت ہو۔ اور اس میں کم تعصبات پائے جائیں۔ میں پہلے سے بڑھ کر کوشش کروں گا کہ

سب سے بڑا فیض رساں وجود

یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض جس طرح ہر خاص و عام کے لئے عام تھا، ہر شرق و غرب میں بسنے والے کے لئے عام تھا۔ انسانوں کے لئے بھی تھا اور جانوروں کے لئے بھی تھا۔ بیانداروں کے لئے بھی تھا اور بے جانوں کے لئے بھی تھا، اسی طرح میں بھی اپنے فیض کو ہر اُس سمت میں آگے بڑھانے کی کوشش کروں گا جس سمت میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض موجیں مارتا ہوا بڑھتا رہا۔

یہ عہد ہے کہ جب ایک مومن ایک وقت سے نئے دور میں داخل ہوتا ہے تو اُس کا حق ہے کہ وہ دوسروں کو مبارکباد دے۔ اور وہ مستحق ہے کہ اُسے مبارکباد دی جائے۔ کیونکہ اس کے اوپر قرآن کریم کی اس آیت کا بھی اطلاق ہوگا، وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (الضحیٰ ۵) خدا اُسے مخاطب کر سکے، اُس کی آمد پر اُسے مخاطب کر سکے گی کہ تم نے میرے اس بندے کی سطابقت کی ہے، میرے اس بندے کی پیروی کی ہے جس کے متعلق میرا یہ اعلان ہے: وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔ کہ تیرا ہر آنے والا لمحہ ہر گزرتے ہوئے لمحے سے بہتر ہوتا چلا جائے گا۔ پس اُسی کی پیروی کے رستے ہم تجھ سے بھی وعدہ کرتے ہیں کہ تیرا بھی ہر آنے والا لمحہ تیرے ہر گزرے ہوئے لمحے سے بہتر ہوتا چلا جائے گا۔

پس ان معنوں میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں پر بھروسہ کرتے ہوئے اور یہ اُمید رکھتے ہوئے کہ وہ میرے نیک ارادوں کو عمل میں ڈھالنے کی آپ کو توفیق بخشے گا میں آپ کو نیک

ساری جماعت احمدیہ عالمگیر کو نئے سال کی مبارکباد

پیش کرتا ہوں۔ اور تمام جماعت احمدیہ عالمگیر کی نمائندگی میں تمام بنی نوع انسان کو نئے سال کی مبارکباد پیش کرتا ہوں اس یقین دہانی کے ساتھ کہ ہم ہر ممکن کوشش کریں گے کہ ہمارا فیض تم کو پہلے سے زیادہ معنوں سے زیادہ بھرپور طور پر پہنچتا ہے۔ اللہ کرے ہمیں اس عہد کو نبھانے کی توفیق ملے۔ اور ہمارا یہ سال اس طرح ختم ہو کہ گزرتا ہوا وقت ہمیں مبارکباد دے رہا ہو کہ تم نے اپنے ایک مبارک عہد کو خوب نبھایا۔

دوسرا حصہ اس مضمون کا اُس آیت کریمہ سے تعلق رکھتا ہے جس کی میں نے ابھی تلاوت کی تھی۔ اس کے ان معنوں کی بعض صفات بیان کی گئی ہیں۔ اور جہاں تک مفسرین کا تعلق ہے وہ اس ضمن میں ایک مدینے میں ہونے والے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ اس آیت کی شانِ نزول وہ واقعہ ہے۔ وہ واقعہ بہت خوبصورت، بڑا دلکش ہے، بہت اثر پذیر ہے۔ لیکن قرآن کریم کی کسی آیت کو ماضی کے کسی واقعہ سے اس طرح تعلق باندھا نہیں جا سکتا کہ یہ آیت ماضی کی ہو کر رہ جائے۔ یہ کسی وقت کی طرح ایسا جاری مضمون ہے قرآن کریم کا کہ ہمیشہ کسی بیکد لمحہ بھی، ایک لمحے کے کروڑویں حصہ بھی اس کے کسی مضمون کو اس طرح قرار نہیں آتا کہ وہاں ٹھہر جائے۔ وقت کے ساتھ ساتھ

قرآن کریم کا مضمون ہر جہت میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے

اور ہر نئی صورتِ حال پر نئے رنگ میں اثر انداز بھی ہوتا جاتا ہے۔ اور اس پر اطلاق بھی پاتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے جب بھی شانِ نزول کا کوئی واقعہ بیان کیا جائے تو اُس سے یہ مراد نہیں لینی چاہیئے کہ صرف اس واقعہ کی خاطر یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ قرآن کریم نے جو نازل ہونا تھا بہرحال، اُس کے نزول میں بھی ایک عجیب شان ہے کہ برمحل نزول ہوا ہے۔ قرآن کریم کے دور میں جب بھی کوئی ایسا واقعہ نمودار ہوا جس کے ساتھ کوئی آیت قریب تر تعلق رکھتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول اُس وقت کے لئے اُٹھا رکھا جب وہ واقعہ رونما ہو۔ اور اس کے ساتھ اس کا تعلق باندھ دیا۔ تاکہ اس کے نزول کے ساتھ ساتھ اس کی تفہیم بھی ہوتی رہے کہ کس قسم کے مضامین ہیں جن کا ان آیات سے تعلق ہے۔ پس شانِ نزول سے صرف اتنی مراد ہے۔

وہ جو واقعہ بیان کیا گیا ہے

وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے مہمان پہنچے جن کو ٹھہرانے کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی خاص جگہ نہیں تھی۔ آپ نے اس پر اعلان فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے مہمانوں کو اپنے گھر لے جائے؟ وہ بڑی غربت کا دور تھا۔ اور اس آیتِ کریمہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ دن خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں پر انتہائی غربت کے تھے۔ اُس وقت انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ کا مہمان میرا مہمان ہے۔ میں اپنے گھر لے جاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے اُس کو اس بات کی اجازت دی۔ میں اس واقعہ کا بقیہ حصہ بیان کرنے سے پہلے مجھے یاد آیا کہ اس آیت کا ترجمہ کر دینا چاہیئے کیونکہ ہمارے بہت سے نوجوان ایسے ہوں گے جن کو اس کا ترجمہ نہ آتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ …… یعنی انصار جو مدینے کے بسنے والے ہیں، یہ مہاجرین کے آنے سے پہلے ہی ان گھروں میں بستے تھے۔ مدینے کو آباد کئے ہوئے تھے۔ اور ان کے پہنچنے سے پہلے ہی یہ ایمان بھی قبول کر چکے تھے چنانچہ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ۔ جو لوگ بھی ہجرت کر کے ان کی طرف آتے تھے اُن سے گھبراتے نہیں تھے۔ بلکہ بہت محبت کرتے تھے۔ ان کے گھر تھے جن کو باہر سے آنے والوں نے آباد ان معنوں میں کر رکھا تھا کہ اُن کے گھر سے حصہ پاتا تھا۔ ان کے اموال میں شریک ہوتا تھا۔ ان کے اوپر دنیا کے لحاظ سے دنیا کی زبان میں بوجھ بنتا تھا۔ مگر یہ ایسے عجیب لوگ ہیں کہ ان کے آنے سے ان کے دل میں تنگی محسوس نہیں ہوتی۔ بلکہ آنے والوں سے بہت ہی محبت کرتے تھے۔ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ جو کچھ بھی ان آنے والوں کو دیتے تھے خدا تعالیٰ کی طرف سے دیئے ہوئے اموال میں سے، اس پر ان کے دل میں ذرا بھی تنگی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ کہ ہم خرچ کر رہے ہیں، ہم قربانیاں کر رہے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ غنیمت کا مال عطا کرتا ہے تو یہ مہاجرین کو دے دیتے ہیں۔ وہ انصار جن پر اُن کا بوجھ پڑ چکا ہے، بار اپنے اموال میں شریک کر کے اُن کے سارے بوجھ اُٹھائے ہوئے ہیں، اُن کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس قسم کا کوئی خیال، کوئی واہمہ بھی اُن کے دل میں نہیں آتا تھا۔ بلکہ وہ خوشی محسوس کرتے تھے کہ ہمارے محبوبوں کو خدا تعالیٰ کچھ اور عطا فرما رہا ہے۔

اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے

کہ جب اُن کو کچھ دیا جاتا تھا تو اس کے لئے کچھ حاجت محسوس نہیں کرتے تھے۔ یعنی اُن کی نظر میں کوئی حرص نہیں تھی۔ کوئی لالچ نہیں تھا۔ یہ نہیں تھا کہ اپنے جذبے دبا کے بیٹھے ہوئے ہیں، منہ سے تو نہیں مانگتے لیکن دل میں یہ تمنا رکھتے ہیں کہ کسی طرح ہمیں بھی کچھ مل جائے۔ بلکہ ملتا تھا تب بھی اس کے لئے کوئی اپنے آپ میں کوئی ایسی رغبت محسوس نہیں کرتے تھے گویا تمنا کے نتیجہ کوئی چیز ملی ہے۔ شکر کے ساتھ لیتے تھے۔ کیونکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے ایک تحفہ بھی کسی کو ملتا تھا تو وہ عزت افزائی سمجھتا تھا۔

پھر فرماتا ہے ــــ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ یہ عجیب لوگ ہیں کہ جن کے اندر

یہ ایثار کی حسین عادتیں

یہ دلکش اطوار اس لئے نہیں ہیں کہ یہ بہت امیر ہیں۔ امارت کی وجہ سے، اموال کی کثرت کی وجہ سے اُن کو ضرورت میں فرق کوئی نہیں پڑتا۔ فرمایا ــــ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ــــ یہ اپنے نفسوں پر اللہ کی راہ میں آنے والوں کو اور دوسروں کی ضروریات کو اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں باوجود اس کے کہ خود سخت زندگی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یعنی ان میں ایسے بھی ہیں جو خود شدید غربت کا شکار ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اپنے اوپر اسلام کی ضرورتوں کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے میں لذت پا رہے ہیں۔

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ شخص، یا وہ لوگ جن کو دل کے بخل سے بچا لیا گیا ہے جن کے دل کو خدا نے کشادگی عطا فرما دی ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ یہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

ارشادِ نبویؐ } اَلشَّاهِدُ يَرٰى مَا لَا يَرَاهُ الْغَائِبُ ـــ!!
حاضر (آدمی) دیکھتا ہے وہ جس کو نہیں دیکھتا غائب (آدمی)

اب یہ جو واقعہ ہے جو میں بیان کر رہا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد

اس واقعہ کی تحسین میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول فرمایا

وہ انصار جو مہمان کو گھر لے گئے۔ اس آیت کے مضمون سے یہ اندازہ ہوتا ہے اگرچہ روایت میں درج نہیں کہ کوئی نئے مہاجر آئے ہوں گے کیونکہ اس کا ایثار اور مہاجر سے خاص تعلق ہے، بہرحال جو بھی وہ تھے مہمان، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے ایک نہایت ہی عاشق غلام کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے گھر جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ کھانا تو صرف اتنا ہی ہے جتنا تمہارے لئے اور میرے لئے اور بچوں کے لئے مشکل سے پورا آ سکتا ہے بلکہ اتنا بھی نہیں۔ ہم تو گزارہ کر لیتے مگر میں ایک بہت معزز مہمان لے کے آیا ہوں۔ (حضور اقدس کی آواز یہاں رندھ گئی اور رقت ہو گئی) جو اللہ اور رسول کا مہمان ہے۔ اس لئے میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ جس طرح بھی ہو سکے بچوں کو لوریاں دے کے سلا دو اور جب ہم کھانے پر بیٹھیں تو تم بہانے سے دیا بجھا دینا۔ پھر ہم منہ سے ایسی آوازیں نکالیں گے کہ جس طرح کوئی کھانا کھا رہا ہوتا ہے اور مہمان اس اطمینان سے کہ میرے میزبان بھی ساتھ کھا رہے ہیں، خوب پیٹ بھر کے کھانا کھائیں گے اور صرف اسی کو کافی ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جس وقت یہ واقعہ گزر رہا تھا اس وقت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی خبر دی اور یہ آیت کریمہ اس واقعہ کی شان میں نازل فرمائی۔

صبح نماز کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان کیا کہ رات ایک

گھر میں ایسا حسین واقعہ گزرا ہے

ایک ایسا دلکش واقعہ گزرا ہے کہ آسمان پر خدا ہنس رہا تھا اس واقعہ کو دیکھ کر۔ اور خدا لذت پا رہا تھا اس واقعے سے۔ عجیب واقعہ ہے کہ وہ کھانا جس کی لذت سے وہ محروم تھے، جو کھانا میزبان چھوڑ رہے تھے اس کی لذت آسمان پر خدا محسوس کر رہا تھا۔ وہ روحانی لذت ہے۔ بلاشبہ ان کو محسوس ہوئی۔ یہ اسی لذت کی طرف اشارہ ہے۔ ایسا ہی انہوں نے کیا اور مہمان نے خوب پیٹ بھر کے کھانا کھا لیا۔ اور اپنی طرف سے اس اندھیرے میں جس میں مہمان بھی ان کو نہیں دیکھ رہا تھا وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ ہم پوری طرح دنیا کی ہر نظر سے ہر چیز کی نظر سے غائب ہیں، اوجھل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس چیز کو دیکھ بھی رہا تھا اور اس چیز سے لطف بھی اٹھا رہا تھا۔ یہ دیکھ رہا تھا، اس چیز سے لطف اٹھا رہا تھا کہ میرے بندے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان غلاموں کو دیکھو کہ کس طرح ذلت سے اٹھا کے کس شان کے آسمان تک بلند کر دیا۔ کہاں پہنچا دیا ہے ان کو۔ اور پھر اس واقعہ کی تشہیر بھی وہ …… رہا تھا۔ تو ستاری کا معاملہ بھی خدا کا عجیب ہے۔ اپنے پیاروں کی، ان کی کمزوریوں اور گناہوں میں ستاری فرماتا ہے اور جس چیز کو وہ چھپا رہے ہوں، اپنی نیکیوں کو وہ چھپا رہے ہیں کہ دنیا کی نظر میں نہ آ جائیں بعض دفعہ خود ان کی تشہیر فرما دیتا ہے۔ خواہ ساری دنیا کو ان سے مطلع کرنا پڑے۔

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جس دور سے

گزر رہی ہے اس پر بھی قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کا عجیب شان سے اطلاق ہو رہا ہے۔ انتہائی تکلیفوں کے دور میں بھی، انتہائی مشکلات کے دور میں بھی خدا کی راہ میں قربانی دینے میں اس جماعت کا قدم نہ صرف یہ کہ آگے بڑھ رہا ہے بلکہ پہلے سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے جہاں مصائب اور مشکلات نہیں ہیں بلکہ ان علاقوں میں آگے بڑھ رہا ہے جہاں حد سے زیادہ مصائب اور مشکلات ہیں۔ کوئی ایک بھی پہلو ایسا نہیں ہے خدا کی راہ میں قربانی کرنے کا جس میں پاکستان کی جماعتیں ایک لمحہ کے لئے بھی پیچھے ہٹی ہوں۔ ہر نیکی کے میدان میں خدا کے فضل سے وہ آگے بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔

آج میں

وقف جدید کے سال نو کا اعلان

کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اس سال میں بھی خدا کے فضل سے ساری جماعت کو ساری عالمگیر جماعت کو جہاں دیگر مالی اور جسمانی اور روحانی قربانیوں میں آگے قدم بڑھانے کی توفیق ملی۔ وہاں وقف جدید میں بھی خدا کے فضل سے ہر پہلو سے، ہر جہت سے جماعت نے اللہ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی ترقی کی ہے۔ اور وقف جدید کی جو اجتماعی رپورٹ، ناظم صاحب وقف جدید مکرم اللہ بخش صادق نے بھجوائی ہے اس کی رو سے گزشتہ سال سارے سال کی کل وصولی ۱۴,۸۷,۰۰۰/- روپے تھی۔ اور امسال تاریخ رپورٹ تک جس کے بعد بھی لاکھوں روپیہ وصول ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۸,۷۰,۰۰۰/- روپے وصولی ہو چکی تھی۔ یعنی گزشتہ سال کے مقابل پر ۳,۸۳,۰۰۰/- روپے زائد۔ اور اس میں جو خوشکن پہلو ہے جو میں نے تفصیلی رپورٹ کا جائزہ لینے کے بعد معلوم کیا، وہ یہ تھا کہ بعض ایسے علاقے جہاں جماعت احمدیہ کو خاص طور پر انتہائی تکلیفوں اور مصیبتوں کا نشانہ بنایا گیا، وہاں بھی اللہ کے فضل سے نہ صرف

گزشتہ سال کی نسبت ہر چندے میں ترقی

ہوئی۔ اور وقف جدید کے چندے میں بھی۔ بلکہ بعض ایسی جگہوں میں باقی سب جماعتوں سے زیادہ ترقی ہوئی۔ مثلاً کوئٹہ ہے۔ کوئٹہ اگرچہ گزشتہ سال بڑے ابتلاء میں سے گزرا ہے۔ اور اس کی مسجد بھی منہدم کر دی گئی۔ اور ہر طرح سے جماعت کو وہاں تکلیفیں پہنچائی گئیں اور ابھی بھی وہ سردیوں میں بڑی مشکل کے ساتھ کہیں اجتماع کرتے ہوں گے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے بلکہ یہ کہنا چاہیئے اسی کے انعام کے طور پر اس ابتلاء کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو گزشتہ سال سے کئی گنا زیادہ آگے مالی قربانی میں آگے قدم بڑھانے کی توفیق بخشی ہے۔ اسی طرح دیگر جماعتیں ہیں جن کی تفصیل ملی ہے ان پر میں نے نشان لگائے یہ دیکھنے کے لئے کہ جہاں جہاں ابتلاء آئے ہیں وہاں کیا حال ہے۔ تو میں یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ خدا کے فضل کے ساتھ جہاں جہاں ابتلاء آئے ہیں وہاں اللہ کے فضل سے نہ صرف قدم آگے بڑھا ہے بلکہ بعض جگہ کئی گنا آگے بڑھا ہے۔

کوئٹہ کی مثال میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے۔ ساہیوال کی اب رکھتا ہوں۔

ساہیوال میں وقف جدید کا چندہ

۷۵,۷۴۳/- روپے تھا سارے سال کا …… اور ابتلاء کے بعد ۱,۸۹,۰۰۰/- ہو گیا۔ اور اسی طرح اطفال میں بھی خدا کے فضل سے نمایاں ترقی ہوئی۔ کوئٹہ میں ۱۳,۰۰۰/- سے بڑھ کر ۲۳ ہزار ہو گیا یعنی قریباً دوگنا۔ اور باقی سب جگہ تفصیل ہے لیکن اگر دوگنا نہیں ہوا تو بہرحال پہلے سے بڑھا ہے۔ خاص طور پر ایسے علاقوں میں جہاں مالی تنگی بھی بہت دی گئی۔ جہاں تجارتوں کو نقصان پہنچایا۔ اور بظاہر یہ خطرہ تھا کہ ان سب جگہوں میں مجبور ہو کر احمدی اپنے چندوں میں کمی کریں گے۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کے اندر جو خدا کی راہ میں قربانی کرنے کا جذبہ تھا وہ پہلے سے کئی گنا زیادہ قوت پکڑ گیا۔ اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس قربانی کے پیچھے انہوں نے اپنی کیا کیا ذاتی ضروریات نظر انداز کی ہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے اپنے بچوں پر خرچ کرنے میں کیا تنگی کی۔ اپنے گھر پر خرچہ کرنے میں کیا تنگی کی۔ اپنے رہن سہن کے معیار کو کس حد تک گرایا۔ مگر عمومی نظر سے یہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ بہت سی جماعتوں کے حالات میں جانتا ہوں اس ایک دو سال کے اندر ان کے مالی ذرائع غیر معمولی طور پر آگے نہیں بڑھے اور جو تجارت پیشہ احمدی ہے اس کی اطلاعات سے یہی پتہ چلتا ہے، ان جگہوں میں سے بہت سی جگہوں پر بڑی کثرت کے ساتھ

منظم طریق پر ان کے بائیکاٹ بھی کئے گئے

ہیں۔ اور وہاں سے جو دعاؤں کے خط آتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھے ہونہار طالب علموں کو بھی، طالب علموں کو نہیں، جنہوں نے تعلیم سے فراغت حاصل کی ہے، بڑی کامیابی کے ساتھ، ان کو بھی نوکریوں سے محروم کیا گیا ان

جگہوں ہیں۔ بعض لوگ جو اچھی ملازمتوں پر تھے اُن کو فارغ کیا گیا۔ جن کو ترقیات ملنی چاہیئے تھیں، ترقیات دینے کی بجائے اُن کی تنزیل کی، اُن کو نیچے اتار دیا گیا پہلے مقام سے بھی۔

کئی قسم کی مصیبتیں، مشکلات ایسی ہیں جن کا براہ راست اقتصادی اثر پڑا ہے ان جماعتوں پر۔ اس لئے جب میں نے یہ جائزہ لیا تو خصوصیت سے اسی خیال سے جائزہ لیا کہ ان کے چندے کم ہو گئے ہوں گے۔ ان میں کچھ کمزوری کے آثار ایسے ظاہر ہوں گے۔ نظر پڑے گی تو ان کے لئے دعا کی توفیق ملے گی۔ کہ اے خدا ان کی مجبوریاں دور فرما دے (حضور اقدس کی آواز بیان بھرا گئی۔) تاکہ پھر کہ تیری راہ میں یہ آگے بڑھ کر قدم اٹھائیں اور آگے سے زیادہ قربانیاں کریں۔ لیکن

میرے دل کا عجیب حال ہوا

جب میں نے دیکھا کہ قربانیوں کے معاملے میں یہ میری دعاؤں کے محتاج نہیں۔ ان کی قربانیاں، دعائیں اور رنگ میں مانگ رہی ہیں: تحسین کے رنگ میں، شکر کے رنگ میں، خدا کی حمد بیان کرنے کی طرف توجہ دلا رہی ہیں۔ اور یہ کہہ رہی ہیں کہ تم پر حق ہے ان کا۔ خوب ان کے لئے دعائیں کرو۔ یہ خدا کے وہ بندے ہیں جن کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دنیا کا کوئی سردار نہیں تیار کر سکتا تھا۔ انہوں نے اپنے اخلاق سے، اپنے اطوار سے، اپنی قربانیوں سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا یہ کسی کو آقا نہیں مانتے۔ اُسی کے غلام ہیں، اُسی کے کھڑے ہوئے جوہر ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے دن بدن اور زیادہ صیقل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ پس اس لحاظ سے جہاں میرے دل میں ان کے لئے دعاؤں کی تحریک پیدا ہوئی وہاں میں باقی دنیا کی جماعتوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ کبھی اپنے ان پیارے مظلوم بھائیوں کو بہت دعاؤں میں یاد رکھیں۔ بڑے بہادر جوان ہیں

خدا کی راہ کے شیر

ہیں۔ انتہائی خوفناک مظالم کا شکار ہونے کے باوجود ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔ بلکہ اُن کا عزم اور زیادہ سربلند ہوا ہے۔ اور زیادہ مستقل مزاجی کے ساتھ، گہرے عزم کے ساتھ، پختہ ارادوں کے ساتھ یہ خدا کی راہ میں قربانیاں کرتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

اس لئے آپ جو نسبتاً آسان زندگی گزار رہے ہیں۔ یعنی باہر میں بسنے والے احمدی، اُن پر فرض ہے یہ۔ کہ اُن کو خاص طور پر اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

جہاں تک باقی دنیا کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں بھی یہی منظر دکھائی دے رہا ہے۔ اور کوئی بھی ایسی دنیا کی جماعت نہیں ہے جہاں کسی بھی چندے کے لحاظ سے، کسی قسم کی کمزوری آئی ہو۔ بلکہ بعض جگہ چند سالوں کے اندر مجموعی چندہ کئی گنا بڑھ چکا ہے۔ جب سے میں انگلستان آیا ہوں یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے

انگلستان کی جماعت

کو انصار کے بعض رنگ دکھانے کی توفیق بخشی ہے۔ اور وہ اگر آپ چھپ کے بھی کر رہے ہوں خدمات، رات کے اندھیروں میں بھی کر رہے ہوں، تو جس خدا نے اس گھر میں ہونے والے واقعہ پر نظر فرمائی تھی، اُس کی نظر سے آپ کی نیکیاں بھی اوجھل نہیں۔ اور وہ ان انصار کی نیکیوں کو بھی، بڑی محبت اور پیار کی نظر سے نوازتا چلا جا رہا ہے۔ اور اسی کے کئی نیک اثرات اپنے گرد و پیش میں، اپنے ماحول میں، اپنے گھروں میں، اپنے بچوں کی نیکیوں میں، اُن کے دل میں زیادہ سے زیادہ دین کی محبت پیدا ہونے کے نتیجے میں آپ کو نظر آ رہے ہوں گے۔ جہاں تک مالی قربانی کا پیمانہ ہے اس پیمانے کے ذریعے اگر جانچا جائے تو جماعت انگلستان اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی دوسری جماعت سے

دنیا میں پیچھے نہیں ہے۔ بلکہ بہت سی چیزوں میں خدا کے فضل سے ساری دنیا کے لئے نمونہ بن رہی ہے۔ وقت کی مسلسل قربانی کے لحاظ سے بھی، اور اموال کی قربانی میں آگے قدم بڑھانے کے لحاظ سے ماشاء اللہ انگلستان کو غیر معمولی توفیق مل رہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ صرف روحانی نہیں بلکہ دنیاوی فضل بھی آپ پر بہت فرمائے گا۔ تحریک جدید کا جو گزشتہ سال کا وعدہ تھا، اس سے خدا کے فضل سے آگے بڑھ کر جماعت کو توفیق ملی۔ پچھلے سال میں نے وقف جدید کو بھی عالمگیر تحریک کر دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس کا بہت ہی جماعت کو فائدہ پہنچایا۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تشنہ تھا دل پر جس کے نتیجے میں

اس تحریک کو عالمگیر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی

بلکہ یہ کہنا چاہیئے ضرورت سے بڑھ کر ایک دل میں خواہش اٹھی بڑی زور سے کہ اب وقت آگیا ہے کہ اسے عالمگیر کیا جائے۔

چونکہ اس کے بعد جب میری نظر پڑی ہندوستان کے حالات پہ، تو شدھی کی وجہ سے جماعت کو وہاں بہت روپے کی ضرورت تھی۔ اور ہندوستان کی جماعتوں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر وہاں شدھی کی طرف توجہ کر سکیں۔ اور اس کے علاوہ بھی تبلیغ کے جو میدان کھل رہے ہیں ہندوستان میں، وہ غیر معمولی ہیں۔ نئی نئی قوموں میں، نئے نئے علاقوں میں، بڑے بڑے دروازے کھل رہے ہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقیات کے۔ اور جو سوئی ہوئی جماعتیں تھیں، وہ جاگ اٹھی ہیں۔ اُن کے اندر نئے ارادے پیدا ہو رہے ہیں۔ اس پہلو سے ہندوستان ذہن میں تھا۔ لیکن یہ معلوم نہیں تھا کہ اتنی شدت سے شدھی کے سلسلے میں ضرورت پڑے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر کی جماعتوں کو نمایاں طور پر وقف جدید میں حصہ لینے کا موقعہ ملا اور انگلستان کی جماعت نے بھی ماشاء اللہ

دس ہزار پاؤنڈ کا وعدہ

کیا۔ جس میں سے اس وقت تک ۷،۰۰۰ وصول ہو چکا ہے۔ باقی امید ہے انشاء اللہ آئندہ مہینے کے اندر اندر یعنی اسی ماہ کے اندر اندر وصول ہو جائے گا۔ اور آئندہ سال کے لئے امیر صاحب انگلستان نے اس وعدہ کو بڑھا کر گیارہ ہزار پاؤنڈ کر دیا ہے۔ یعنی یہ انگلستان کا پہلے سال کا وعدہ ہی اتنا ہے جو وقف جدید کے آغاز کے وقت دو تین سال تک نہیں ہو سکا تھا۔ یعنی پاکستانی روپوں میں اگر اس کو تبدیل کریں تو دو لاکھ پچاس ہزار کے قریب وعدہ بنتا ہے اور وقف جدید میں پہلے سال سے، پہلے دن سے ہی میں منسلک رہا ہوں۔ اس لئے مجھے پتہ ہے کہ شروع کے دو تین سال تک ہم دو لاکھ سے اوپر نہیں پہنچے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ ضرورتیں بڑھا رہا ہے وہاں خدا کے فضل سے جماعت کی طاقتیں بھی بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ ایک طرف بڑھاتا چلا جا رہا ہے، اس کے دل کھولتا چلا جا رہا ہے۔ اور کسی مقام پر بھی ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خطرہ محسوس نہیں ہوا کہ کام آ پڑا ہے اور روپیہ نہیں ہے۔ ایسی والہانہ محبت کے ساتھ تو آج کل دینی جماعت خرچ کرتی ہے کہ سب عقل ہے اس وقت میں۔ کوئی شک نہیں ہے اس میں۔ کوئی دنیا میں جماعت ایسی نہیں ہے جو پاسنگ کو بھی پہنچ سکے جماعت احمدیہ کے، خدا کی راہ میں قربانی کرنے میں۔ اور

اس کیلئے حضرت مصلح موعودؓ نے بڑی لمبی عمر تک محنت کی ہے۔

اُس محنت کو کبھی بھلانا نہیں چاہئے۔ آج ہمارے دل کھلے ہیں، آج ہمارے ہاتھ آزاد ہو رہے ہیں اپنی بندشوں سے۔ اور کھل کر بڑی قوت کے ساتھ اپنی جیبیں خالی کرتے ہیں خدا کی راہ میں، جوش کے ساتھ۔ تو یہ چیز اچانک پیدا نہیں ہوئی۔ ایک لمبی تربیت، باون سال تک حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس معاشرے میں جماعت پر محنت کی ہے۔ بے انتہا

ایسے خطبات دیئے، ایسی تقاریر کیں، ایسے نکتے قرآن کریم کے بیان فرمائے، ایسی ذاتی مثالیں قائم کیں قربانیوں کی، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے فضل کے ساتھ آہستہ آہستہ جماعت کو ایک بہت ہی بلند مقام عطا فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ اس مقام پر جماعت کو قائم رکھے لمبے عرصے تک اور اس روپے کی حفاظت کرنے والے 'متقی' فرمانبردار کارکن عطا کرتا رہے۔ مجھے تو یہ فکر لگی رہتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہی فکر تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جب کشفی نظاروں میں بتایا کہ بے انتہا اموال ہیں جو خدا تعالیٰ جماعت کے قدموں میں ڈالے گا تو آپ کو یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ کاش ان اموال کو سنبھالنے والے متقی، نیک دل لوگ، مالوں سے مستغنی، خدا کی راہ میں خود بڑھ کر قربانی کرنیوالے، اُن کے امین مجھے ملیں ساتھ۔ جو ان اموال کی حفاظت کریں۔

تو اب یہ دَور آرہا ہے خُدا کے فضل سے، اُن وعدوں کے پُورا ہونے کا اور پھر امانت کے لئے دُعا کرنے کا، تقویٰ کے لئے دُعا کرنے کا۔ تقویٰ سے یہ روپیہ پھُوٹتا ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن جب پھُوٹتا ہے تو بعض لوگوں کے تقویٰ کو ڈگمگا بھی دیتا ہے، اُن کے لئے ابتلاء بھی بن جاتا ہے۔ مگر

خُدا نہ کرے ایسے کسی دور میں جماعت داخل ہو۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ نہیں ہوگی۔ لیکن دُعا ضرور کرنی چاہیئے۔ آج ہی سے دُعا شروع کرنی چاہیئے۔ آج کے لئے بھی، کل کے لئے بھی، پرسوں کے لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں دل اتنے کھول دیئے ہیں، ظرف بڑھا دیئے ہیں برکتیں دے رہا ہے اموال میں، ضرورتیں پوری فرما رہا ہے۔ تو وہاں پھر اپنے فضل اور رحم کے ساتھ امین، خدا کا تقویٰ رکھنے والے، خدا کی راہ میں پیسہ پیسہ، مناسب جگہوں پر خرچ کرنے والے، متقی خادم، خادمِ دین بھی عطا فرماتا رہے۔

وقفِ جدید کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے ایسے خادمِ دین میسّر ہیں جو نہایت قربانی کے ساتھ، بے نفسی کے ساتھ، بڑے مشکل حالات میں، جماعت کی خدمت کر رہے ہیں اور سارے پاکستان میں، بڑی غریبانہ زندگی بسر کرتے ہوئے بغیر شکوہ زبان پہ لائے ہوئے دیہاتی جماعتوں کی حالت سدھارنے میں مصروف ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں کے علاقے میں انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ اس سال کی جو رپورٹ ہے اُس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب فاقہ کشی تھی اس علاقے میں، تو جماعت کی طرف سے بہت خدمت کی گئی ہے ہندوؤں کی بھی اور نومسلموں کی خاص طور پر۔ مگر غربت کے بعض ایسے دَور وہاں آئے ہیں، قحط کے کہ جن میں پھر جماعت نے فرق نہیں کیا پھر ہندو اور مسلمان میں۔ خدا کے بندوں کو ایسے موقعوں پر ایک ہی نظر سے دیکھنا پڑتا ہے۔ بہرحال

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقفِ جدید کو یہ توفیق ملی

کہ اُن کی بھوک کی شدّت کو کم کیا، اُن کو زندہ رکھنے کے لئے کم سے کم گزارہ مہیّا کیا۔ اگرچہ پوری طرح پیٹ بھرنے کی استطاعت ہی نہیں تھی جماعت میں۔ لیکن اُن کی مدد کی۔ اُن کو دقت کے اُوپر وقفِ جدید کے کارکنان نے ایسی جماعتوں میں پہنچا دیا، سندھ کے آباد علاقوں میں، جہاں خدا کے فضل سے اُن کے لئے دیکھنے والے، اُن کا خورد نوش کا انتظام کرنے والے بھی اور ذریعہ روزگار مہیّا کرنے والے بھی موجود تھے اور جماعتوں نے دقت پر اُن کو سنبھالا۔ یہ بڑی خدمت ہے۔

اِس دفعہ کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ

جماعتِ احمدیّہ کی نقّالی میں جماعتِ مودُودی بھی

اس میدان میں کودی ہے اور ظاہر بات ہے کہ اُن کو روپیہ کہیں سے ملا ہوگا تو انہوں نے اس میدان میں قدم رکھا ہے ورنہ بغیر روپیہ ٹپکے ہوئے وہ تو اس میدان میں نہیں ٹپکا کرتے اور جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے یہ روپیہ عموماً امریکہ کا ہوتا ہے۔ پہلے ایک دفعہ PL 480 چلی تھی پاکستان میں۔ کہ امریکہ پاکستان کو گندم کی امداد دے گا اور اس کی آمد امریکہ باہر نہیں لے کے جائے گا۔ بلکہ پاکستان میں خرچ کرے گا۔ اُن دنوں میں انہوں نے عیسائیوں کے ذریعے، عیسائی مشنریز کے ذریعے اُن علاقوں میں، جن کا میں ذکر کر رہا ہوں، بہت روپیہ تقسیم کرایا تھا۔ بہت خوراکیں پھینکی تھیں اور اس ذریعے سے، اُن کو عیسائی بنانے کی کوشش کی تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقفِ جدید کو، خدا نے یہ توفیق بخشی کہ اُن کی ساری تحریک کو بالکل ناکام بنا کے رکھ دیا۔ اور ایک آنہ بھی خیرات کا اُن کو نہیں دیا۔ یعنی بغیر پیسے کے، پیسے والوں سے مقابلہ کیا اور اُن کے ایمان کو بچایا۔ عیسائی ہونے کی بجائے اُن کو مسلمان بننے کی توفیق خدا تعالیٰ نے عطا فرمائی اور وقفِ جدید کو اس خدمت کا موقعہ دیا۔

تو اب وہاں غالباً وہی روپیہ، میں یقین سے تو نہیں کہہ سکتا، لیکن جو حالات نظر آرہے ہیں۔ امریکہ جس طرح ان جگہوں پر روپیہ خرچ کرتا رہا ہے ہمیشہ سے، وہ مودودی جماعت کے ذریعے تقسیم ہوا ہوگا۔ اگر امریکہ نے نہیں دیا تو زکوٰۃ میں سے کچھ ملا ہوگا اُن کو۔ بہرحال، جو بھی ہے

انفرادی مالی قربانی کا اس میں دخل نہیں ہے۔

کہیں سے روپیہ آتا ہے وہ خرچ کرنے کے لئے ایسے لوگ آمادہ ہوتے ہیں جن کو اس میں حصّہ بھی ملتا ہے۔ جس میں اُن کو کئی قسم کی سہولتیں مہیّا ہوتی ہیں۔ بہرحال وقفِ جدید کی رپورٹ تھی کہ وہ بھی میدان میں کودے ہیں اور انہوں نے بھی اس دفعہ قحط کے زمانے میں خرچ کیا ہے۔

جہاں تک اس بات کی ذاتہ نیکی کا تعلق ہے اس میں جماعت احمدیہ کو اُن سے کوئی حسد نہیں ہے۔ اگر جماعتِ احمدیہ کی شدید ترین دُشمن جماعتیں بھی بنی نوع انسان کی ہمدردی میں کوئی نیک کام کریں تو بڑی اچھی بات ہے۔ نیک کام اُن کو کرنا چاہیئے جو ہمیں توفیق ملی ہے۔ وہ اُن کو ملجاتی ہے۔ خدا کے بندوں کے دُکھ دُور ہونے چاہئیں۔ یہی ہمارا مقصدِ حیات ہے۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس ذریعے سے وہ صداقت کو نقصان پہنچائیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو نقصان پہنچائیں اور یہ کوشش کریں کہ لوگوں کے دل احمدیت سے ہٹ جائیں اور وہ پھر یا واپس ہندو ہونا شروع ہو جائیں یا کم سے کم احمدیت سے ارتداد اختیار کر کے کوئی اور فرقہ قبول کرلیں۔ اگر یہ اُن کی نیت ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اس میں

وہ یقیناً ناکام رہیں گے

پہلے بھی ایسی کوششیں ہو چکی ہیں۔ پہلے بھی وہ ناکام رہے ہیں۔ جن لوگوں کو ہم نے لالچ دے کے بنایا ہی نہیں، وہ لالچ سے ان کے ہاتھ آنے والے بھی نہیں ہیں۔ اگر پیسہ دے کے بنایا ہوا ہوتا تو پیسہ اُن کو کھینچ کرلے جاتا لیکن اُن کو تو ہم نے اس طرح مسلمان بنایا ہے کہ اسلام کی محبت اُن کے دل میں پیدا کی ہے۔ خدائے واحد و یگانہ کا ایمان اور یقین اُن کے دلوں میں پیدا کیا ہے۔ اُن کے اُوپر بھی اس رنگ میں، اس آیت کا اطلاق پاتا ہے کہ انتہائی غریب لوگ ہونے کے باوجود ہم نے اُن کو چندوں پر آمادہ کیا اور انہوں نے چندوں میں شامل ہونا شروع کر دیا۔ میں نے خود بھی اُس علاقے کا دَورہ کیا اور اُن کو میں نے یہ پیغام دیا کہ دیکھو ہم تمہیں انسان بنانے کے لئے آئے ہیں، انسان سے جانور بنانے کے لئے نہیں آئے۔ تمہارے اندر بعض خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ ہم اُن کو تباہ کرنے کے لئے نہیں آئے بلکہ ان خوبیوں کو مزید چمکانے کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے روٹی اگر تمہیں مانگنی ہے تو بے شک امریکہ سے مانگو۔ مگر اخلاقِ حسنہ ہم تمہیں دیں گے۔ خدا کی راہ میں ایثار کے آداب اور طریق ہم تمہیں سکھائیں گے۔ اس لئے جماعتِ احمدیہ تو بجائے تمہیں دینے کے، یہ کہنے آئی ہے کہ خدا کی راہ میں تم چندے دینا شروع کرو۔ تم میں بھی اپنے اندر ایک غیرت کا احساس پیدا ہو۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے، بہت سے نومسلموں نے چندے دینے

شروع کئے اگرچہ تھوڑے سے، اپنی غربت کے حالات کے مطابق۔ لیکن دینے ضرور شروع کئے۔

وقفِ جدید کو اِس سال میں اسطرف متوجہ کرتا ہوں

کہ ان کی ضرورتیں پورا کرنے کے لئے خواہ لاکھوں بھی خرچ کرنا پڑے اُن کو خرچ کرنا چاہیئے جائز ضرورتیں پوری کرنے کے لئے۔ اور جسطرح ہم پہلے کرتے تھے قرض دیتے تھے تاکہ بھیک مانگنے کی عادت نہ پڑے عمومی طور پر قرض کا طریق ہی رکھیں۔ سہولت دیں۔ جب خدا اُن کو توفیق دے اُس کو واپس کریں۔ لیکن جہاں انفرادی ضرورت ہے، احتیاج کی، جس طرح کہ دوسرے علاقوں میں قرض بجائے، صدقات اور زکوٰۃ میں سے دیا جاتا ہے، اُن کا اپنا حق ہے اُن کو وہ ملنا چاہیئے۔ لیکن ساتھ ہی اس بنیادی نکتے کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت اُن کو ضرور ڈالنی چاہیئے۔ اس کے بغیر ان کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ اُس کے بغیر اسلام کا پورا وجود نہیں بنتا۔ اسی طرح خدا کی راہ میں مالی قربانی کئے بغیر مومن کا پورا وجود بنتا ہی نہیں۔ اس لئے ان پر رحم کریں اور حتی المقدور کوشش کریں کہ جتنے نومسلم پہلے آئے تھے، وہ بھی اور جتنے نئے شامل ہیں وہ ضرور خدا کی راہ میں کچھ نہ کچھ دیں۔ جب وقت آئے گا اُن کی امداد بھی ہوگی۔ لیکن امداد کے وقت بھی، اُن کو ایسا چسکا پڑ جانا چاہیئے قربانی کا کہ اس امداد میں سے بھی وہ کچھ خدا کی راہ میں پیش کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور قادیان میں ایسے بڑے بڑے خوبصورت واقعات رونما ہوتے رہے ہیں کہ ایک غریب صاحب جو خالصتہً جماعت کے عطا کردہ چندے پہ پل رہا تھا جب تحریکات کرتے تھے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہٗ۔ تو اسی چندے سے بچا کر دیا کرتا تھا، اسی عطیہ سے بچا کے دیا کرتا تھا۔

ایک خاتون کے متعلق واقعہ

پہلے بھی سنا چکا ہوں۔ اُس نے دو آنے پیش کئے شدھی کی تحریک کے وقت۔ اس حالت میں کہ آنسو جاری تھے آنکھ سے اور کہہ رہی تھی کہ یہ شلوار بھی جماعت کی ہے، یہ قمیض بھی جماعت کی ہے۔ یہ دوپٹہ بھی جماعت کا ہے۔ میرا سب کچھ جماعت کا ہے۔ اپنی جماعت نے مجھے دیا ہے۔ اور یہ دو آنے بھی جو میں پیش کر رہی ہوں جماعت نے مجھے دیا ہے۔ اس رنگ میں اُس نے یہ قربانی کی کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہٗ کے دل پر اس طرح ثبت ہو گیا اُس کا حُسن کہ بارہا اس کو بیان فرماتے رہے کہ کتنا عظیم الشان واقعہ رونما ہوا تھا۔ بعض لوگ شاید غور نہیں کرتے اس بات پہ کہ یہ واقعہ جو ہے یہ عملاً ہم سب کی زندگی میں روزانہ رونما ہوتا ہے۔ جب ہم خدا کو دیتے ہیں تو یہ سمجھ کے دینا چاہیئے۔ اگر یہ سمجھ کے دیں گے تو ہم میں سے ہر ایک کی ہر قربانی حسین ہو جائے گی۔ کہ اے خدا یہ جو میں تیرے حضور پیش کر رہا ہوں یہ آپ ہی کا ہے۔ آپ ہی نے تو دیا تھا۔ میرا تو سارا وجود آپ کا ہے۔ میرا گھر، میرے بچے، میرے اہل و عیال، میرے رشتہ دار، میری وہ تمام چیزیں جن سے میں فائدہ اٹھاتا ہوں جن سے لطف لیتا ہوں، سب کچھ تو نے دیا ہے۔ مجھے شرم آتی ہے یہ کہتے ہوئے کہ میں تیرے حضور کچھ پیش کر رہا ہوں۔ مگر دل کی تمنا ہے۔ میں مجبور ہوں، اس لئے قبول فرما۔ روزانہ ہم یہی کرتے ہیں۔ لیکن خیال نہیں آتا اور اکثر لوگ بھول کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دے رہے ہیں خدا کو۔

خدا کو کون دے سکتا ہے؟

ہماری مثال تو اُس غریب پٹھان صاحبہ عورت سے بھی گئی گذری ہے اس جہت میں۔ اُس کو تو جو کچھ جماعت نے دیا تھا اُس کے علاوہ وہ شاید سوت کات کے کچھ خود بھی کما لیتی تھی۔ مگر انسان اور خدا کی نسبت جو ہے اُس میں تو کچھ بھی نہیں ہے جو خدا کے سوا کسی اور طرف سے ہمیں ملتا ہے جو ہم کما رہے ہیں وہ بھی اُس کے فضل سے کماتے ہیں۔ تو اگر اس پہلو سے آپ وقفِ جدید کی قربانیوں میں یا دوسری قربانیوں میں آگے حصہ لیں تو

پھر آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کتنا پیار کا سلوک فرماتا ہے۔ مصلح موعود رضی اللہ عنہٗ کے دل پر وہ واقعہ ثبت ہو گیا، ہمیشہ کے لئے نقشِ جمیل بن گیا۔ تو مومن کی ہر ادا خدا کے اس قلبِ صافی پر۔ میں قلبِ صافی کا لفظ محاورے کے طور پر استعمال کر رہا ہوں ورنہ خدا کا تو کوئی قلب نہیں۔ لیکن عرش ہے ایک، اُس کا بھی ظاہری وجود نہیں۔ پس ان معنوں میں کہ بندہ مجبور ہے خدا کے لئے وہ لفظ استعمال کرنے پر مجبور ہے جو خدا کی ذات پر استعمال ہو نہیں سکتے مگر اس کے سوا بلنے بھی کچھ نہیں تو اس طرح جماعت احمدیہ عالمگیر، اُس عورت کی قربانی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس کی ادا کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، اس بات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کہ اُس نے وقت کے امام کے دل پہ گہرا اثر لیا تھا۔ اپنے خدا کے حضور قربانیاں پیش کرتی رہے۔ کہ خدا کے قلبِ صافی پہ

جماعت کی قربانیوں کے حسین نقش

جمتے رہیں اور جس طرح اُس اندھیرے میں ہونے والوں میں چمکوں کا مزا آسمان پر خدا اُٹھا رہا تھا اس طرح ہمارے سب کے دل میں گزرنے والے جذبات کا مزہ آسمان پر عرش کا خدا اُٹھانے لگے۔ اور وہ کہے کہ اے میرے بندو! میری تم پہ تحسین اور پیار کی نظر ہے۔ جو کچھ تم دے رہے ہو۔ میں سب قبول کرتا ہوں۔

خطبہ ثانیہ:۔

کچھ نماز جنازہ غائب کے اعلانات

ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ خبر جماعت کو میں افسوس سے سنانا ہوں کہ ہمارے بہت ہی مخلص خادم دین سے مکین صاحب جو جماعت احمدیہ سنگاپور کے امیر تھے وہ وفات پا گئے ہیں کل صبح۔ دل کے مریض تھے اُس کے باوجود جماعت کا کام کرتے رہے تو دل کا ہی دورہ ہوا دوبارہ۔ دل کی حالت بڑی دیر سے زخمی حالت تھی۔ اور کسی وقت بھی اُن کو خطرہ تھا۔ لیکن وہ کام سے نہیں رُکے کبھی۔ ایک دفعہ اُن کی بچی کا رلوہ سے خط آیا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ ان کا حال کیا ہے اور کئی دفعہ ہم ان کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کام ذرا تھوڑا کر لیں اگر چھوڑ نہیں سکتے۔ تو انہوں نے لکھا کسی قیمت پر تیار ہی نہیں ہوتے۔ وہ کہتے ہیں جماعت کا کام میں چھوڑ نہیں سکتا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ توفیق دی کہ جس مسجد کے بنانے کی اُن کی تمنا تھی بڑی دیر سے، وہ مکمل ہوئی۔ اور بڑی خوبصورت مسجد تیار ہوئی۔ پھر اس کو دیکھا، استعمال کیا اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اور برکتیں دیں جماعت کو۔ تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جو بڑی دیر سے رکا ہوا تھا۔ تو ایک کامیاب زندگی گزار کے وہ رخصت ہوئے ہیں۔ لیکن اتنی عمر نہیں تھی جس پہ انسان سمجھے کہ رخصت ہونے کی عمر آگئی تھی۔ بہرحال وہ جدا ہوئے ہیں ہمارے دل کو حزیں بنا گئے۔ اُن کے لئے نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ اور اُن کے ساتھ مکرم فقیر محمد صاحب جو موصی تھے کنری (سندھ) کے رہنے والے۔ یہ وہ دوست ہیں جن کا میں نے ذکر کیا تھا کہ بہت لمبی عمر اللہ تعالیٰ نے اُن کو عطا فرمائی تھی۔ جب پہلی دفعہ میں اُن سے ملا ہوں اُس وقت بیان کیا جاتا تھا کہ ۱۱۵ سال کی عمر ہے۔ لیکن اگر وہ اتنی نہ بھی ہوتی تو یہ تو پتہ لگتا تھا کہ ۱۰۰ سال سے اوپر ہی ہیں۔ اور اس واقعہ کو بھی پندرہ بیس سال ہو چکے ہیں۔ ان کا خدا تعالیٰ نے دماغ صاف رکھا تھا بالکل۔ جو رپورٹ آئی ہے اُس میں بھی لکھا ہوا ہے کہ آخر وقت تک دماغ بالکل صاف تھا۔ اور پوچھتے تھے میرا گروہ کب واپس آئے گا۔ اُن کے دل میں بڑی تمنا تھی کہ میں اُن کی نمازِ جنازہ پڑھاؤں۔ دوسرے ان میں ایک خاص دلچسپ ادا یہ تھی کہ اپنا کفن بنوا کے اور بعض دفعہ آبِ زمزم میں ڈبو کر اس کو۔ اور اسی طرح اپنا تابوت بنوا کے رکھا کہ نہ تھے اور اتنی دیر ہو جاتی

تھی، تابوت اور کفن کو پڑے پڑے کہ کئی دوسرے فوت ہو جاتے تھے اور یہ زندہ رہتے تھے تو بعض دفعہ اچانک ضرورت کے وقت ان کے عزیز ان کا بنایا ہوا تابوت اور کفن دوسروں کو دیدیا کرتے تھے۔ تو ایک دفعہ مجھ سے شکایت کی کہ ویسے تو سب بڑے خدمتگذار ہیں بچے۔ یعنی اُن کے عزیز تھے، اُن کے اپنے بچے تو نہیں تھے۔ کوئی شکوہ نہیں لیکن ایک شکایت ہے ان کو ذرا سمجھائیں کہ میرا کفن لوگوں کو دیدیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کفن آپ کا کس طرح دیدیتے ہیں۔ کیا مطلب ہے آپ کا۔ پھر انہوں نے بتایا واقعہ کہ کسطرح میں کفن بنواتا ہوں اور تابوت بنواتا ہوں اور یہ لوگوں کو دیدیتے ہیں اور کہیں یہ نہ ہو کہ میری موت آئے اور کچھ بھی نہ تیار ہو۔ تو کئی کفن ان کے گذر ہے۔ کئی تابوت بنے۔ بالآخر اللہ کی تقدیر آئی اور اُن کو لے گئی۔ اللہ اُن کو جنت میں اعلیٰ جگہ دے۔ اُن کی نماز جنازہ بھی ابھی ہوگی۔

حبیب بھو گیلو صاحب ہیں مارشس کے۔ ان کے متعلق بھی جماعت کے دوستوں نے درخواست کی ہے۔ مکرمہ کریم بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری چراغ دین صاحب۔ یہ ہمارے چوہدری عبد الغفور صاحب صدر حلقہ نیو منگٹن سپا کی والدہ محترمہ تھیں۔ محمد بی بی صاحبہ موصیہ تھیں، مکرم چوہدری وحید سلیم صاحب لاہور کی والدہ تھیں۔ چوہدری وحید سلیم صاحب کو اللہ تعالیٰ اچھی جماعت کی خدمت کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ بہت اچھے وکیل ہیں۔ اور یہ ہمارے ہادی علی صاحب کے والد فرزند علی صاحب کی ہمشیرہ تھیں یعنی اُن کی پھوپھی، ہادی علی کی۔ تو ان سب کی نماز جنازہ انشاء اللہ نماز عصر کے بعد ہوگی۔

قبولیتِ دُعا کا ایک نشان!

خاکسار کے والد صاحب نے ۱۹۲۸ء میں اپنی ایک رؤیا کی بناء پر بیعت کی اور احمدیت کی نعمت سے نوازے گئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد والد صاحب سخت بیمار ہو گئے۔ اس زمانہ کے ڈاکٹروں اور حکماء نے بتایا کہ T.B. (تپ دق) ہو گئی ہے۔ ہر سو علاج کی کوشش کی مگر افاقہ نہ ہوا۔ آخر شاہدرہ ٹاؤن لاہور میں اُس زمانہ میں حکیم احمد دین صاحب جو بڑے ماہر طبیب تھے ان کا علاج کروانا شروع کیا۔ لیکن اس علاج سے قبل حضرت المصلح الموعودؓ کی خدمت میں والد صاحب کی بیماری کا مفصل حال لکھا۔ جس پر حضور کی طرف سے بذریعہ پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع ملی کہ

"اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے گا اور لمبی عمر دے گا۔"

اس ارشاد پر اللہ تعالیٰ کا فضل اس طرح ہوا کہ اس نے اپنے فضل سے حضرت المصلح الموعودؓ کی دُعا کو قبول فرمایا اور اس طرح سے شرفِ قبولیت سے نوازا کہ کامل صحت، اور فعال زندگی سے نوازا۔ اور لمبی عمر اس قدر دی کہ آپ صحت یاب ہونے کے بعد ۵۶ سال تک زندہ رہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضورؓ کے درجات جنت الفردوس میں بلند سے بلند فرمائے اور ہم سب کو آپؓ کی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

موصولہ :- مکرم عبد المالک صاحب - نمائندہ خالد رشید لاہور

سیرۃ النبیؐ سیریز نمبر ا

مصلح حدیبیہ میں شانِ خاتم الانبیاءؐ کے عنوان سے سیرۃ النبیؐ سیریز کا پہلا شمارہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ قیمت فی رسالہ ۲۵/ روپیہ اور بارہ رسالوں پر مشتمل سیٹ کی قیمت صرف ۱۵/ روپے مع ڈاک خرچ دفتر مرکزیہ کو لکھیں یا مقامی زعیم صاحب کو انتظام کریں۔ (صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مُصلح موعُودؓ

عاشقِ خیر الرسلؐ لاکھوں دلوں کا شہریار

تیری قدرت کے نشاں ہیں یاالٰہی بیشمار ❊ ذرّے ذرّے میں ہے تیرا حُسنِ صنعت آشکار

ہر حسین صورت ترے ہی حُسن کی ہے جلوہ گاہ ❊ چشم نرگس، روئے گل ہو یا ہو کوئی گلعذار

چشمِ آہو کی نزاکت میں ہے تو ہی جلوہ گر ❊ تیری قدرت سے نیستانوں میں ہے پوشیدہ نار

چشمِ ست ہر حسیں ہردم دکھاتی ہے تجھے ❊ تو ہی خالق، تو ہی مالک، تو ہی مطلوبِ نگار

اہلِ دانش ہر زمانے میں ہیں منقاد و مطیع ❊ احمقوں کا حیلہ اور حجت ہمیشہ ہے شعار

مہدیٔ موعود سے اہلِ زمانہ نے کہا ❊ معجزہ اپنی صداقت کا دکھا دیں زوردار

جس میں مل جائے خدائے ذوالعجب کا نشاں ❊ جس سے ظاہر ہو خدائے مقتدر کا اقتدار

حضرتِ ظلِّ جمالِ محسنِ انسانیت ❊ ہو گئے محوِ دعا پیشِ خدا بالاضطرار

اپنے مولیٰ سے دُعائیں منتیں کرتے رہے ❊ شہرِ ہشیارپور میں چالیس دن لیل و نہار

ان دُعاؤں کی حرارت سے ہلا عرشِ عظیم ❊ جوش میں آئے خدا کے فضل و رحمت کے بحار

عرشِ اعظم سے ندا آئی جریُ اللہ کو ❊ منبعِ رحمت نے سُن لی ہے ترے دل کی پکار

اِک نشانِ فضل و رحمت ملنے والا ہے تجھے ❊ نو برس کے عرصہ میں اب صبر سے کر انتظار

جس سے کھل جائے گا دینِ مرتضیٰ اسلام ہے ❊ صاف ہو جائے گا دُنیا سے ضلالت کا غبار

تجھ کو اِک فرزندِ دلبند گرامی ارجمند ❊ "کلمۃ اللہ" ملنے والا ہے بحکم کردگار

مظہر الاوّل والآخر، مظہر الحق والعلیٰ ❊ گویا اُترا آسماں سے حضرتِ پروردگار

وہ کناروں تک زمیں کے پائیگا شہرت ضرور ❊ اور فرمائے گا اقوام و ملل کو رستگار

کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے مولیٰ نے اُسے ❊ اُس کے آنے سے بڑھے گا نوعِ انساں کا وقار

وہ علومِ ظاہری اور باطنی میں بے مثل ❊ صاحبِ عظمت و دولت، تین کو کرے گا چار

ان بشاراتِ سماوی کا وہی مصداق ہے ❊ نام جس کا حضرتِ محمودؓ ہے ذوالاقتدار

گیسوئے دینِ محمدؐ کا حسیں تر مشاطہ گر ❊ عاشقِ خیر الرسلؐ، لاکھوں دلوں کا شہریار

بشکر اللہ مصلح موعود ظاہر ہو گئے ❊ رحمتیں ہوں ان پہ مولیٰ الحمد لحمہ بار بار

زندہ و پائندہ ہو یا رب خلافت کا نظام ❊ مصلح موعود جس کو کر گئے ہیں اُستوار

ڈھونڈ پھرے مصر عوں میں پیش ہے با نجوڑ ❊ شرفِ خدمت ہے محبت سے عزیزانِ دیار

چاہیے تفصیل اس کی آپ خود ہی دیکھ لیں ❊ پیار سے پڑھ لیں چھبیس فروری کا اشتہار

اب ظفر مہدی کے دن نزدیک آئے ہیں دوستو

کامراں ہوں گے وہی جن کو خلافت سے ہے پیار

• مولانا محمد ظفر اللہ صاحب ... عبد الرحیم راٹھور ...

حضرت مُصلح موعودؓ کے تنظیمی کارنامے

خورشید احمد انور

عنوان بالا کے تحت یہ مقالہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے ساتویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر مورخہ ۸؍ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو پہلے اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا۔ (ایڈیٹر)

جب سے یہ دُنیائے رنگ و بُو مَعرضِ وجود میں آئی ہے نسلِ انسانی کی افزائش کا سلسلہ جاری ہے اور جب تک دُنیا قائم ہے تب تک جاری رہے گا۔ مگر جو شانِ دلرُبائی اور بوئے مسیحائی سیدنا حضرت مُصلح موعودؓ کے بابرکت وجود میں جلوہ گر ہوئی وہ صرف اور صرف آپ ہی کا حصّہ ہے یہ وہی مقدس اور تاریخ ساز روحانی وجود تھا جس کی نسبت خود مخبرِ صادق سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل "یُوْلَدُ لَہٗ" کے انتہائی مبارک الفاظ میں پیش خبر فرمائی تھی اور جسے سابقہ آسمانی نوشتوں میں وارث تاجدار اقلیم سلطنت قرار دیا گیا تھا۔ ہاں وہی مقدس اور موعود فرزند جو ایک فانی فی اللہ اور فانی فی الرسول کی عاجزانہ اور متضرعانہ دعاؤں کی قبولیت کے مہتم بالشان آسمانی نشان کے طور پر "نور آتا ہے نور" کا مژدہ جانفزا لے کر آیا۔ آج کی اس مبارک مجلس میں اسی اولوالعزم قائد احمدیت کے مہتم بالشان کارہائے نمایاں میں سے چند ایسے درخشندہ کارناموں کا اجمالی تذکرہ کرنا میرا مقصود ہے۔ جو جماعتی تنظیم اور استحکام سے تعلق رکھتے ہیں۔

استحکام نظامِ خلافت

اس جہت سے جب ہم سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے اکاون سالہ بابرکت عہدِ خلافت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہماری نگاہ سب سے پہلے آپ کے اُس عدیم المثال تنظیمی کارنامے پر پڑتی ہے جو نظام خلافت کے استحکام اور مضبوطی سے تعلق رکھتا ہے۔

تاریخ اسلام سے آگہی رکھنے والے احباب خلافت علیٰ منہاج نبوت کی ضرورت و اہمیت کو بخوبی جانتے ہیں۔ یہی وہ بنیاد ہے جس پر جماعتی تنظیم و استحکام کی پُر شوکت اور فلک بوس عمارت تعمیر ہوتی ہے اور یہی وہ نقطۂ مرکزی ہے جس کے گرد کسی جماعت کا تمام تر روحانی نظام گردش کرتا دکھائی دیتا ہے۔ دورِ اوّل کے مسلمانوں کو جب تک اللہ تعالےٰ کا یہ مشروط آسمانی انعام حاصل رہا وہ ایک منظم اور متحد عالمی قوم ہونے کی حیثیت سے زندگی کے ہر شعبہ پر چھائے رہے۔ اور جب مسلمانوں کی اپنی ہی بدبختی کے نتیجہ میں یہ روحانی نعمت اُن کے ہاتھوں سے چھن گئی تو اکنافِ عالم پر مثبت مسلمانوں کی عظمتوں کے تابندہ نقوش بھی رفتہ رفتہ مدہم پڑتے چلے گئے۔ گو عہد خلافت راشدہ پر ایک لمبا زمانہ گزر جانے کے بعد بھی ہر درد مند دل رکھنے والا مسلمان نظامِ خلافت کی ضرورت و اہمیت کا معترف رہا۔ حتیٰ کہ ترکی کی برائے نام خلافت کے خاتمہ پر اقبال جیسے عظیم مفکر نے آنسو بہائے اور ہندوستان میں تحریکِ خلافت چلائی گئی۔

الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے نتیجہ میں جماعتِ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت علیٰ منہاج نبوت کا جلیل القدر آسمانی انعام دوبارہ عطا کیا گیا۔ جس کا استحکام اور مضبوطی دورِ حاضر کا سب سے اہم اور بڑا تقاضا تھی۔ چنانچہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی سب سے پہلا اور عظیم الشان کارنامہ یہ سرانجام دیا کہ نظامِ خلافت کی ضرورت و اہمیت اور اس کی غیر معمولی افادیت کو افراد جماعت کے ذہنوں میں اس طور سے راسخ فرمایا کہ آج جماعت احمدیہ اور خلافت لازم و ملزوم ہیں۔ افراد جماعت احمدیہ کے دلوں میں نظامِ خلافت کی ضرورت و اہمیت اور اُس کے ساتھ دلی وابستگی کے احساس کی مشعل جگائے رکھنے کے لئے حضورؓ نے اپنی مبارک زندگی میں انتہائی مؤثر اور دلنشین پیرائے میں جماعت کو جو بے شمار نصائح فرمائیں ان میں ایک نصیحت یہ بھی شامل تھی کہ:۔

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دُنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دُنیا کو متمتع کرو تا خدا تم پر رحم کرے۔"

(الفضل ۲۰؍ مئی ۱۹۵۹ء)

الغرض اپنی وجد آفریں تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے نظامِ جماعت کے نقطۂ مرکزی یعنی خلافت کی ضرورت و اہمیت اور اس کی غیر معمولی افادیت کو افرادِ جماعت کے ذہنوں میں ایک ایسی آہنی میخ کی طرح گاڑ دیا کہ پھر دُنیا کی کوئی طاقت اُسے اپنی جگہ سے نہ ہلا سکی۔ اس جہت سے اپنے جلیل القدر مساعی کے خوشکن نتائج سے بکلّی مطمئن ہونے کے بعد ہی حضورؓ نے اپنے بعد ہونے والے خلیفۂ راشد کی نسبت یہ پُر شوکت پیشگوئی فرمائی تھی کہ:۔

"مَیں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالےٰ خلیفۂ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہوگا تو اگر دُنیا کی حکومتیں بھی اُس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء)

داخلی و خارجی فتنوں کا سدّباب

جماعتی تنظیم و اتحاد کے ضمن میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا دوسرا عظیم الشان کارنامہ داخلی اور خارجی فتنوں کا سدّباب ہے۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد بفضلہ تعالےٰ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ الٰہی سلسلوں کو ترقیات اور کامیابیوں سے ہمکنار کرنے کے لئے اندرونی اور بیرونی فتنوں کا ظاہر ہونا ضروری ہُوا کرتا ہے۔ اور کسی بھی قوم کی تنظیم اور استحکام کا صحیح اندازہ اُسی صورت میں لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اس قسم کے ہولناک طوفانوں سے کلیتًہ بے نیاز ہوکر اپنے مقصود و نصب العین کے حصول میں کوشاں رہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے بابرکت دورِ خلافت میں بھی اس قسم کے متعدد فتنے رُونما ہوئے مگر حضورؓ کی اولوالعزم قیادت کے طفیل مٹھی بھر افراد جماعت احمدیہ نے اُن سب کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور کبھی کسی فتنہ کے پس پردہ دشمن کے چھپے ہوئے ناپاک عزائم کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔

۱۹۱۴ء کے عظیم پیغامی فتنہ کے بعد قادیان میں مستریوں نے فتنہ اُٹھایا۔ اُس کے بعد احرار نے جماعت اور اُس کے مقدس امام کے خلاف اشتعال انگیزی کی ایک ناپاک مہم چلائی جو وقتاً فوقتاً بعد میں بھی سر اُٹھاتی رہی اور آج بھی پاکستان میں اپنا اثر دکھا رہی ہے۔ اسی دوران ایک طرف علاقہ ملکانہ میں شدھی کی تحریک چلی تو دوسری طرف عیسائیوں نے بھی اپنی حکومت اور اقتدار کے زعم میں اسلام و احمدیت کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کیں۔ ازاں بعد شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو ابتلاء پیش آیا اور انہوں نے ایک خطرناک فتنہ کھڑا کیا۔ ۱۹۴۷ء میں جماعت کے ایک معتدبہ حصّہ کو ہجرت وطن کی ہولناکیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مہاجرین احمدیت کے پاؤں ابھی اچھی طرح جمے بھی نہ تھے کہ ۱۹۵۳ء میں پاکستان کی چودہ سیاسی جماعتوں نے الکفرُ ملّۃٌ واحدۃٌ کے تحت جماعت کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کر کے تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلائی۔

مگر ـــــ جماعت احمدیہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کے بابرکت آسمانی نظام میں محصور اور محفوظ تھی اس لئے دشمن بدخواہ کو ہر موقعہ پر منہ کی کھانی پڑی اور الٰہی نوشتوں کے مطابق ابتلاء و آزمائش کے ہر دور میں سے جماعت احمدیہ ایک نئی شان اور قوت کے ساتھ اُبھر کر منظر عام پر آئی۔ آج بھی جبکہ اندرون پاکستان جماعت احمدیہ کے خلاف فوجی حکومت اور اس کے زرخرید ملاؤں کی مہم اپنے عروج پر ہے ہر احمدی کے کان میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ پُر شوکت اور جلالی الفاظ گونج رہے ہیں اور ہر کٹھن سے کٹھن مرحلہ میں اُن کی دلجمعی کا سامان فراہم کر رہے ہیں کہ :۔

"تم سارے مل جاؤ اور دن رات منصوبے کرو اور اپنے منصوبوں کو کمال تک پہنچا دو اور اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کے لئے تُل جاؤ۔ پھر بھی یاد رکھو تم سب کے سب ذلیل اور رسوا ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے تباہ و برباد ہو جاؤ گے اور خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا۔ کیونکہ خدا نے مجھے جس راستہ پر کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے اور جو تعلیم مجھے دی گئی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء)

جماعتی شیرازہ بندی اور تنظیم نو

جماعتی تنظیم و اتحاد کے پیش نظر فاروق ثانی سیدنا حضرت فضل عمر کا محیر العقول اور درخشندہ کارنامہ جماعت کی شیرازہ بندی اور اس کی تنظیم نو ہے۔ خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت صدر انجمن احمدیہ ہی جماعت کے نظم و نسق کو چلاتی تھی اور اس کے جملہ تربیتی اُمور کی بھی نگرانی کرتی تھی۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے صدر انجمن احمدیہ کی افادیت اور کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کے لئے ۱۹۱۹ء میں اسے مختلف شعبوں میں تقسیم کر کے ایک نیا نظام جاری فرمایا جو آج ہمارے سامنے مختلف نظارتوں کی شکل میں قائم ہے اور بفضلہ تعالیٰ جماعتی تنظیم و استحکام اور اس کے تبلیغی، تعلیمی، تربیتی اور تعمیری مقاصد کو انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ پورا کر رہا ہے۔

اس مرکزی نظام کی تشکیل نو کے بعد حضورؓ نے اکناف عالم میں پھیلی ہوئی جماعتوں کو مرکزی نظام سلسلہ کے ساتھ منسلک کرنے کے لئے ہر جماعت میں امراء و صدر صاحبان اور صدر انجمن احمدیہ کے مرکزی شعبوں کی طرح علیحدہ علیحدہ سیکرٹریان مقرر فرمائے تاکہ جماعت کا ہر فرد خواہ وہ دنیا کے کسی بھی گوشہ میں رہتا ہو جماعتی تنظیم و اتحاد کی سلک میں منسلک رہتے ہوئے مشترک لائحہ عمل کو عملی جامہ پہنا سکے۔

اسی طرح ہر سال جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا انعقاد اور محکمہ قضاء کا قیام بھی سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُن عظیم الشان تنظیمی کارناموں میں شامل ہے جن پر احمدیت کی ہر نسل بجا طور پر فخر کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ آج اکناف عالم میں جماعت احمدیہ کی منصوبہ بند تبلیغی، تعلیمی، تربیتی اور تعمیری سرگرمیاں اور اس کا روز افزوں استحکام پذیر اقتصادی نظام، سالانہ مرکزی مجلس شوریٰ ہی کا مرہون منت ہے۔ اسی طرح افراد جماعت احمدیہ کے بے شمار اخلاقی، تمدنی اور معاشرتی تنازعات کو کسی قسم کی عدالتی چارہ جوئی میں پڑے بغیر کلیۃً جماعتی سطح پر حل کرنے میں مرکزی محکمۂ قضاء اور اس کی شاخیں جو رضاکارانہ کردار ادا کر رہی ہیں اُس کی مثال کہیں اور نہیں مل سکتی۔

ان تمام مؤثر ذرائع کو اختیار کر کے حضورؓ نے بہت مختصر سے عرصہ میں مرکز سلسلہ اور بیرونی جماعتوں کے باہمی تعلق کو اس قدر مضبوط کر دیا کہ اپنے تو اپنے بیگانے بھی اس کا لوہا مان گئے۔ اور "اخبار آریہ گزٹ" جیسے متعصب اخبار کو بھی یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہونا پڑا کہ :۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم اس کی طرف سے غافل ہیں اور آج تک ہم نے اس خوفناک طاقت کے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ بلا مبالغہ احمدیہ تحریک ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا لیکن اُس کے اندر ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے جس سے اگر بچنے کی کوشش نہ کی گئی تو کسی وقت موقعہ پا کر ہمیں جھلس دے گی"

(آریہ گزٹ ۱۹ مئی ۱۹۲۱ء)

اسی طرح ایک اور معاند احمدیت جریدہ "پیسہ اخبار" بھی شور و غوغا کرتا یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا :۔

"وہ جہاں تک ولولہ اور جوش اور ایثار اور فدائیت اور اطاعت و تنظیم کا تعلق ہے عیسائیوں کی جماعت "جماعت احمدیہ" کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ احمدی جماعت کا نظام ایک مضبوط سے مضبوط گورنمنٹ کے نظام کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس کے ہر شعبہ میں اس قدر باقاعدگی اور ضابطہ داری اور اُصول پرستی ہے جس قدر کہ منظم گورنمنٹ کے مختلف شعبوں میں ہوا کرتی ہے"

(پیسہ اخبار ۱۱ نومبر ۱۹۲۲ء)

ذیلی تنظیموں کا قیام

پھر یہی نہیں کہ سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعتی تنظیم کو مضبوط کرنے کے لئے اس کے مرکزی نظام ہی کو وسیع اور مستحکم کرنے پر اکتفا فرمایا ہو بلکہ جماعت کے مختلف طبقوں کی مؤثر رنگ میں تربیت اور انہیں مستقبل کی اہم جماعتی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے قابل بنانے کے لئے آپ نے ذیلی تنظیموں کا ایک جداگانہ اور عظیم الشان نظام بھی قائم فرمایا۔ جس کی مختصر تفصیل اس طرح ہے :۔

☆ احمدی مستورات کی بہترین تربیت اور ٹریننگ کے لئے حضور نے لجنہ اماء اللہ کے نام سے اُن کی ذیلی تنظیم قائم فرمائی جس کی اہمیت ظاہر و باہر ہے۔ کیونکہ جماعت کی آئندہ نسل نے اُن ہی کی آغوش تربیت میں پروان چڑھنا ہے۔ یہ تنظیم احمدی مستورات کو اپنے اس اہم اور بنیادی فرض کو بطریق احسن انجام دینے میں مدد دیتی ہے۔

☆ پھر آج کی بچیاں چونکہ کل قوم کی مائیں ہوں گی اس لئے انہیں مستقبل میں لجنہ اماء اللہ کا ایک مفید وجود بنانے کے لئے حضور نے ناصرات الاحمدیہ کے نام سے احمدی بچیوں کی ایک علیحدہ تنظیم قائم فرمائی۔

☆ اسی طرح مجلس انصار اللہ جماعت کے اُن صاحب تجربہ بزرگوں کی تنظیم ہے جن کی عمر چالیس سال سے اوپر ہے۔ اور یہ اسی بابرکت تنظیم کا ثمرہ ہے کہ آج اس کے طفیل جماعت کے عمر رسیدہ بزرگ بھی اپنی اہم ترین جماعتی ذمہ داریوں کو بطریق احسن پوری کرنے کے اعتبار سے بالکل جوان نظر آتے ہیں۔

☆ پھر پندرہ سے چالیس سال تک کی عمر کے نوجوانوں کی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ ہے جو انہیں بہترین انصار بننے میں مدد دیتی ہے۔ یہ ہر احمدی نوجوان کو یہ احساس دلاتا ہے کہ وہ دین کا خادم ہے مخدوم نہیں۔

☆ "تعلیم طفل از روز تا ابد فرما" کے مطابق چونکہ آج کے نونہالوں نے ہی کل قوم کی قیادت کرنی ہے اس لئے حضور نے مجلس اطفال الاحمدیہ کے نام سے اُن کی ایک علیحدہ تنظیم قائم فرمائی جو انہیں بہترین خادم اور بہترین انصار بننے میں مدد دیتی ہے۔

یہ تمام ذیلی تنظیمیں اپنی ذات میں ہر لحاظ سے مکمل تنظیمیں ہیں جو افراد جماعت کے ہر طبقہ میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے کے لئے اپنے اپنے دائرے میں کام کر رہی ہیں۔ نظام جماعت کی مضبوطی اور استحکام کے لئے ذیلی تنظیموں کا قیام سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ایسا تاریخ ساز کارنامہ ہے جسے ہمارے مخالفین کے لئے بھی نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے ملکی تقسیم سے قبل دہلی سے شائع ہونے والا احراری اخبار روزنامہ "مجاہد" جماعت احمدیہ کی ان ذیلی تنظیموں کے بارہ میں کن خیالات کا اظہار کرتا ہے؟ اخبار مذکور کے ایڈیٹر لکھتے ہیں :۔

"ایک ہم ہیں کہ ہماری کوئی بھی تنظیم نہیں اور ایک وہ ہیں کہ جن کی تنظیم در تنظیم کی تنظیمیں ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ آوارہ منتشر اور پریشان ہیں۔ ایک وہ ہیں کہ حلقہ در حلقہ محدود و محصور اور مضبوط اور منظم ہیں۔ ایک حلقہ احمدیت کا ہے۔ اس میں چھوٹا بڑا، زن و مرد ....

کلمۂ فتح و ظفر

از مکرم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ قرطبہ ۔ سپین

تیرھویں صدی فسق و فجور اور انتہائی تاریکی کا زمانہ تھا۔ ضلالت و گمراہی ہر طرف چھائی ہوئی تھی۔ اس انتہائی تاریکی کی رات میں جبکہ ہر طرف سے شیطانی طاقتیں حملہ آور تھیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عین ضرورت کے مطابق ظہور ہوا۔ قادیان کی مقدس بستی سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا۔ تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آسمانی وحی کا نزول ہو رہا تھا اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے ثبوت میں نشان پر نشان ظاہر ہو رہے تھے۔ آپ نے تمام مذاہب کے سامنے یہ دعویٰ پیش کیا۔ کہ زندہ خدا سے زندہ تعلق محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور قرآن کریم کی تعلیم پر چل کر ہی ہو سکتا ہے۔ اور میری ذات اس کا زندہ ثبوت ہے۔ آپ نے سب مذاہب کے پیروؤں اور بالخصوص پادریوں و پنڈتوں کو دعوت دی کہ وہ اپنے مذہب کی سچائی کے ثبوت میں کوئی نشان پیش کریں۔ قادیان کے ہندوؤں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ باہر کے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ ہم قادیان کے ہندو بھی درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں اسلام کی تائید میں کوئی نشان دکھایا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے مطابق حضور اقدس کو الہاماً بتایا گیا۔ کہ تمہاری مشکل کشائی ہوشیارپور میں ہوگی۔ چنانچہ حضور اقدس بیلوں کی بہلی پر سوار ہو کر دریائے بیاس کے راستہ ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ جو پہاڑیوں کے دامن میں واقع ہے۔ شیخ مہر علی صاحب کے طویلہ میں دوسری منزل پر ایک کمرہ تھا جہاں حضور اقدس نے چالیس دن تک عبادت، ریاضت اور پُرسوز دعاؤں میں وقت گزارا۔

گویا سنت انبیاء کرام کے مطابق چالیس دن چلہ کیا۔ اس کے بعد حضور کو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل الہام فرمایا۔ جیسے حضور علیہ السلام خود فرماتے ہیں "خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ جل شانہ و عز اسمہ۔ مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل سے ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عمانوئیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاوّل والآخر۔ مظہر الحق والعلاء۔ کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائیگا۔ وکان امرًا مقضیًا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

یہ پیشگوئی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی کیونکہ نہ صرف قادیان کے ہندوؤں کے لئے زبردست معجزہ تھا۔ بلکہ دنیا بھر میں ایک انقلاب عظیم برپا کر دینے والا آسمانی نشان تھا۔ اس پیشگوئی کے مطابق موعود پسر ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ اسی روز حضور اقدس علیہ السلام نے الٰہی حکم کے مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں بیعت لی۔ جو لوگ طاقت پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر زندہ ایمان رکھتے ہیں۔ اور اسلام کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں دینے کو تیار ہیں میرے ہاتھ پر نئے سرے سے عہد کریں کہ وہ اسلام کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کریں گے۔ اپنے نمونہ سے لوگوں کو اسلام کی سچائی پیش کریں گے۔ نیکی اور راستبازی کا نمونہ ہوں گے۔ چنانچہ پہلے دن چالیس لوگوں نے بیعت کی۔ اس طرح الٰہی جماعت کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کی جڑیں پھیلتی گئیں۔ وہ جماعت جو پہلے دن ایک کونپل کی طرح تھی اب وہ تناور درخت بن گئی۔ اس کی شاخیں ساٹھ ملکوں میں پھیل چکی ہیں۔ حق تمام برکتوں کے ساتھ غالب آ رہا ہے اور دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو رہا ہے۔ جماعت کی بنیاد سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھ دی۔ لیکن احمدیت کی ترقی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے ہوئی۔

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلا خلیفہ چنا۔ اور آپ کی وفات کے بعد ۱۹۱۴ء میں سیدنا پسر موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ خلیفہ ثانی ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا زمانہ زیادہ تر جماعت کی تعلیم و تربیت کا زمانہ تھا۔ تبلیغ اسلام کی زبردست مہم ایک انقلاب عظیم کی ابتداء سیدنا محمودؓ کی خلافت سے ہی شروع ہوئی۔ آپ نے اسلام کی تعلیم کو ہر پہلو اور ہر جہت سے دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ آنے والی نسلیں تا قیامت اس سے مستفیض ہوتی رہیں گی۔ آپ حقیقت میں حسن و احسان میں حضور اقدس علیہ السلام کے مثیل تھے۔

احباب جماعت احمدیہ اور جماعت احمدیہ سے تعارف رکھنے والے لوگ اس بات کے عینی گواہ ہیں کہ یہ وہ قدرت رحمت اور قربت کا زبردست آسمانی نشان ہے۔ جس کی بدولت آج آنحضرتؐ رب کریم کا نور ہی نور پھیل رہا ہے۔ اس نور کا ظہور سپین میں بھی ہوا۔ اس جمالی نور کی تجلی اس ملک میں تین دفعہ ہو چکی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۹۷۰ء میں اس ملک میں تشریف لائے۔ اس ملک میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کی آمد نور محمدیؐ کی ایک تجلی تھی۔ ۱۹۸۰ء میں ۹ اکتوبر بروز جمعرات پیدروآباد میں عاجزانہ اور رقت بھری دعاؤں اور پُرسوز التجاؤں کے ساتھ مسجد بشارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ تو نور محمدیؐ کی دوسری تجلی تھی۔ پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز جمعہ مسجد بشارت کا افتتاح فرمایا یہ نور محمدی کی تیسری تجلی ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ احباب جو شامل ہوئے انہوں نے اس تجلی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ پر)

نشانِ عقدہ کشا

از مکرم خورشید احمد صاحب پربھاکر۔ قادیان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے اسلام پر چاروں طرف سے یلغار ہو رہی تھی۔ اس زمانہ میں اسلام نہایت بے بس و بے کس تھا۔ غیر مذاہب کے مقابلہ میں ہمارے علماء ظاہر پرستی نقلی اور منقولی دلائل کا سہارا لیا کرتے تھے۔ لیکن ایسے دلائل میں مسلم، غیر مسلم بلکہ دہریہ تک برابر ہی برابر ہو سکتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام کو اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے مبعوث فرمایا تھا اس لئے حضرت اقدس نے اسلام کو زندہ مذہب، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی اور قرآن مجید کو زندہ کتاب ثابت کرنے کے لئے اپنے وجود کو پیش فرمایا اور ۱۸۸۵ء میں تمام مذاہب کے ماننے والوں کے لئے نشان نمائی کا ایک اشتہار شائع فرمایا۔ مذہبی دنیا میں نشان نمائی کی یہ پہلی با ہمت شکن مگر عالمگیر دعوت تھی۔

اس زمانہ میں برصغیر ہند پر انگریزوں کا تسلط تھا۔ اور عیسائی پادری عیسائیت کی تبلیغ کے نام پر اسلام پر تابڑ توڑ حملے کرتے چلے آرہے تھے۔ ان کا یہ عزم بالجزم تھا کہ

"قاہرہ دمشق اور طہران کے شہر خدا وند یسوع مسیح کے خدام سے بھرے نظر آئیں گے۔ حتیٰ کہ کعبۃ اللہ تک صلیب کی چمکار پہنچ جائیگی"

(بیرو ز لیکچرز)

یہی حال سرمایہ دار اقوام کا تھا۔ ایک طرف آریہ سماج اور دوسری طرف برہمو سماج کا زور و شور تھا۔ ان حالات میں اسلام کی تائید میں ایک کمزور انسان کا نشان نمائی کی دعوت دینا بڑا تعجب انگیز اور ناممکن الوقوع امر تھا۔ اس دعوت کے مشتہر ہونے پر قادیان کے دس ہندوؤں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درخواست کی کہ:-

"ہم آپ کے ہمسایہ ہونے کے ناطے لندن و امریکہ والوں کے مقابلہ میں آسمانی نشان دیکھنے کے زیادہ مستحق اور مشتاق ہیں۔ لہٰذا ہمیں کوئی نشان دکھایا جائے ....

..... ہم پرمیشر کی قسم کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ جو ہم نشان آپ سے بچشم خود مشاہدہ کریں گے۔ اسے اخباروں میں بطور گواہ شائع کرا دیں گے اور آپ کی صداقت کو حتی الوسع اپنی قوم میں پھیلائیں گے۔

..... اور کوئی نا منصفانہ حرکت ہم سے ظہور میں نہیں آئیگی۔"

اس درخواست پر مندرجہ ذیل افراد کے دستخط تھے۔ لچھمن رام، پنڈت بھارامل، بشن داس ولد [illegible] سوہوکار۔ منشی تارا چند۔ سنت رام۔ فتح چند۔ پنڈت ہرکرشن، پنڈت بیجا تھ چوہدری۔ بشن داس ولد ہیرا نند برہمن (تبلیغ ہدایت جلد اوّل ص۲۵)

اس پر ایک باقاعدہ تحریری معاہدہ ہوا اور اسے لالہ شرمپت صاحب ممبر آریہ سماج قادیان نے شائع کرا دیا۔ اس کی میعاد ستمبر ۱۸۸۵ء سے ستمبر ۱۸۸۶ء تک قرار پائی۔

نشان نمائی کے طالب عموماً آریہ سماج کے دوست تھے۔ وہ اپنے عقیدہ کی رو سے بڑے مطمئن تھے کہ نشان نمائی کا دعویٰ محض ایک ڈھونگ اور باطل ادعا ہے۔ کیونکہ ہندوؤں اور آریوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وید مقدس کے پرکاش کے بعد نہ تو کوئی نیا گیان آسکتا نہ کوئی نشان۔ ویدوں کے بعد الہام و کلام کا دروازہ قیامت تک کے لئے بند ہو چکا ہے۔ سوان کے نزدیک حضرت اقدس کا نشان نمائی کا دعویٰ بڑا انوکھا اور دور از حقیقت تھا۔

حضرت مسیح پاکؑ نے جب آستانہ الٰہی پر عاجزانہ دعائیں کیں تو آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ آپ کی "عقدہ کشائی" ہوشیار پور میں ہوگی۔ چنانچہ آپ ۲۲ جنوری ۱۸۸۶ء کو ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ اور ۱۷ مارچ ۱۸۸۶ء کو حضرت المصلح الموعود کے بارے بشارت پانے کے بعد بانیل وہرام واپس تشریف لے آئے آپ نے اس "عقدہ کشا" بشارت کو بذریعہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مشتہر فرمایا۔ یہ الہامی پیشگوئی اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ ۱۸۸۶ء میں بطور ضمیمہ شائع ہوئی خدا تعالیٰ نے حضرت اقدس علیہ السلام کو اپنے الہام میں بشارت دی کہ:-

"ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ...... وہ صاحب شکوہ و عظمت اور دولت ہوگا ....
..... ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

...... تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

پیشگوئی کے مشتہر ہونے پر دوسرے مذاہب کے لوگوں نے عموماً اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی مگر اسے اتفاق کہئے یا حکمت الٰہی کہ نشان نمائی کے طالب بھی عموماً آریہ لوگ تھے اور مشتہر ہونے پر بھی آریہ سماج کے لیڈروں میں خصوصاً پنڈت لیکھرام جی نے ہی اس پیشگوئی کی ایک ایک بات کا خوب مذاق اڑایا۔ پنڈت جی نے مشرقی تہذیب اور اخلاقی قدروں کو پامال کرتے ہوئے کلام الٰہی کی تضحیک کی۔ اور خدا تعالیٰ سے الہام پانے کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھا کہ:-

"مرزا صاحب! اس اشتہار میں جو کچھ احقر نے عرض کیا ہے حرف بحرف خدا تعالیٰ کے حکم سے لکھا گیا ہے"

(تکذیب براہین احمدیہ حصہ دوم منقولہ از کلیات آریہ مسافر ص۴۹۱ مطبع ست دھرم پرچارک)

خدا کہتا ہے کہ وہ (لڑکا) ویرور کھم کھلا ہے ...... شاید وہ صاحب ذلت و نحوست و نکبت ہوگا ..... اس رذیل کا نام قادیان میں بہت سے نہ جانیں گے ..... خدا کہتا ہے میں مرزا کی ذریت کو منقطع کروں گا۔ اور نحوست دکھاؤں گا ..... آپ کی ذریت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی۔

(کلیات آریہ مسافر ص۴۹۵ تا ص۴۹۸)

کوئی مذہب اور کوئی تہذیب اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ اپنے سے اختلاف رکھنے والوں کے ساتھ اخلاق سے گرے ہوئے اس نوع کے گرے ہوئے طریقے سے تضحیک کا برتاؤ کیا جائے۔ بلکہ یہ نوبیاں تک کہوں گا کہ کوئی ہندو بھائی اور آریہ سماجی دوست پنڈت لیکھرام کو "تکذیب براہین احمدیہ" میں کی گئی تنقید کے معاملہ میں حق پر نہیں سمجھتا کیونکہ

اوّل:- اسلام کی طرح آریہ تہذیب اور بھارتیہ سنسکرتی انسان کو اعلیٰ اخلاق اپنانے پر زور دیتی ہے۔ "آریہ" کے معنی ہی شریف مہذب اور با اخلاق انسان کے ہیں۔ جب کبھی وہ انسان اخلاق سے پستی کی طرف گر جاتا اور گندہ دہانی شیوہ بنا لیتا ہے تو وہ حقیقت میں شریف و مہذب یا آریہ نہیں رہتا۔

دوئم:- تمام ہندو اور آریہ لوگ ویدوں کے بعد کسی طرح کی وحی۔ الہام و کلام کے نزول کے قائل نہیں ہیں۔ وہ سب چودید مقدس پر ختم کر چکے ہیں۔ مگر پنڈت لیکھرام نے قسم کھا کر اپنے اوپر وحی والہام نازل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جو ہندوؤں کے نزدیک جھوٹ اور آریوں کے نزدیک غلط ہے۔

اور بعد کے واقعات نے بھی اس کی تصدیق کر دی ہے۔ پنڈت جی کی تین سالہ میعاد گزرنے پر بھی بانی احمدیت کی شہرت بڑھتی رہی ۱۹۴۷ء کے انقلاب کے بعد آج بھی قادیان میں احمدیوں کی تنظیم و تعداد اور رسوخ قادیان کے آریہ صاحبان سے زیادہ ہے۔ اور آج ساری دنیا میں ایک کروڑ سے زائد تعداد احمدیوں کی موجود ہے۔ الحمدللہ۔

دوسری طرف پنڈت جی موصوف کا حال قصہ پارینہ بن چکا ہے۔

پیشگوئی حضرت المصلح الموعود کو "عقدہ کشا نشان" ٹھہرایا گیا ہے۔ یہ عظیم الشان نشان ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں اقوام سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔

اوّل:- ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کے الہام و کلام کے سلسلہ کو اپنے اپنے مذہب تک محدود مان کر اسے ختم کر چکے تھے اور اپنی مذہبی کتاب پر سلسلہ وحی الہام بند ماننا اپنا ایمان ٹھہرا چکے تھے۔

دوسرے:- مسلمان جو زمانہ فیج اعوج کے بعد اسلام کے نشاۃ ثانیہ اور اسلامی خلافت کے قیام کے تصور سے مایوس ہو چکے تھے۔ مذہبی دنیا میں یہ دونوں پہلو عظیم ترین نتائج کے حامل ہیں۔ اس پیشگوئی کے ظہور نے دونوں قسم کے خیالات رکھنے والوں کو مایوسی سے نکال کر بام رفعت عطا فرمایا ہے۔ اور یہ عقدہ حضرت المصلح الموعودؓ کی ذات بابرکات سے حل ہوا ہے۔

سیدنا حضرت بشیر الدین محمود احمد فضل عمر پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور ۱۹۶۵ء یعنی نصف صدی سے زائد عرصہ تک آپ نے خداوند تعالیٰ کے احکامات کی پیروی اور اسلام کی خدمت کی۔ آپ کے ذریعہ مذہبی دنیا میں عقدہ الہام و کلام کی عقدہ کشائی ہوئی اور خلافت کا قیام عمل میں آکر مضبوط بنیادوں پر قائم ہوا۔

خدا تعالیٰ کی صفت متکلم کسی زمانہ میں بھی منقطع نہیں ہوئی نہ آئندہ کبھی ہوگی۔ لیکن مذاہب عالم سلسلہ الہام و کلام کو بند مانتے تھے۔ تقریباً تمام بانیان مذاہب کو مجنوں کہا گیا۔ تاکہ لوگوں کی توجہ وحی و الہام سے ہٹ جائے۔ سیدنا حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کرشن قادیانی پر بھی ایسا ہی الہام نازل کیا گیا۔

حضرت اقدس کرشن قادیانی کے ذریعہ اس ظاہر کا نشان ہوا اور ان کے خدا کے کلام کے ذریعہ خدائے متکلم نے اس صفت کو تازہ کیا۔

حضرت المصلح الموعودؓ سے ہزاروں مرتبہ اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ آپ کی پاک تربیت اور نیک صحبت سے مستفید ہو کر جماعت احمدیہ کے لاکھوں افراد خدا تعالیٰ کے مکالمہ و مخاطبہ سے فیضیاب ہوئے۔ بلکہ وہ جو خدا تعالیٰ کے کلام و الہام سے محروم مایوسی کی قبروں میں دبے پڑے تھے زندہ ہو گئے۔ ان تمام لوگوں کو جو مختلف ملکوں، مختلف قوموں، مختلف زبانوں اور زمانوں سے تعلق رکھنے والے ہیں کیسے مجنوں اور پاگل کہا جا سکتا ہے؟ حضرت مصلح موعودؓ نے ہزاروں بار خدا تعالیٰ سے کلام کیا۔ ہزاروں پیشگوئیاں کیں۔ جو اپنے وقت پر بالکل سچ ثابت ہوئیں۔ اور بہت سی پیشگوئیاں اپنے وقت پر پوری ہوں گی۔ آپ کے رؤیا و کشوف پر مشتمل ایک کتاب "رؤیا و کشوف سیدنا محمود" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ ان الہامات و کشوف سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک متکلم اور زندہ خدا موجود ہے۔ جو سچے دل سے اسلام کی پیروی کرنے والوں کو "انا الموجود" کہہ کر اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ اسلام ایک شجرہ طیبہ ہے جو ہر زمانہ میں حسب ضرورت اپنے تازہ بتازہ پھل دیتا ہے (سورۃ ابراہیم آیت ۲۵)۔ اسلام میں ہزاروں اولیاء اور بزرگ گزرے ہیں جن سے خدا تعالیٰ نے کلام کیا ہے۔ حضرت المصلح الموعودؓ نے اپنی ذات کو پیش کر کے بتایا ہے کہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اور خدا تعالیٰ کی صفت تکلم معطل نہیں ہوئی بلکہ وہ خدا آج بھی کلام کرتا ہے اور اپنے عاشقوں کو اپنا چہرہ دکھاتا ہے جو پہلے زمانوں میں ہزاروں کو دکھایا کرتا تھا۔

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمال یار کے آثار ہی سہی

اگر دیدار و گفتار الٰہی کے آثار نہ ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کی خبر دی تھی کہ یہ جنگ ۱۹۴۴ء یا ۱۹۴۵ء کے آغاز میں ختم ہو جائے گی (اخبار الفضل مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۲۔ الفضل مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۴۴ء صفحہ ۲)

خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اسی جنگ میں برطانیہ کو امریکہ کی مدد ملنے اور ہوائی جہاز بھیجے جانے کی پیشگوئی بھی از وقت کی تھی۔ یہ پیشگوئی بھی ٹھیک اسی مطابق پوری ہوئی کہ بہت سے ہوائی جہاز امریکہ نے برطانیہ کو بھیج دیئے۔

قرآنی حقائق کو پیش کرتے ہوئے آپ نے جماعت سے متعلق ۱۹۴۲ء میں اہم تغیرات کے بارے علم ازلی کی رو سے فرمایا کہ ۱۹۴۷ء، ۱۹۵۳ء، ۱۹۵۸ء، ۱۹۸۴ء اور ۱۹۹۱ء میں بڑے بڑے اہم تغیرات ہوں گے۔
(تفسیر کبیر سورۃ فجر صفحہ ۵۲۹)

یہ دور کی باتیں نہیں۔ آپ سب کی آنکھوں کے سامنے ۱۹۴۵ء کے بالکل شروع میں جنگ عظیم ختم ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں برصغیر ہند ۱۹۴۷ء میں آزاد ہوا۔ اور ۱۹۴۷ء میں ہی ایک بہت انقلاب آیا جس کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے کثیر حصہ کو اپنا دائمی مرکز قادیان عارضی طور پر چھوڑنا پڑا اور حالات کی نوعیت کے مدنظر صرف ۳۱۳ درویش حفاظت مرکز قادیان میں ٹھہرے رہے۔ ۱۹۵۳ء میں جماعت احمدیہ کو ایک بہت بڑے ہنگامہ کا سامنا ہوا ... اور پاکستان میں ... ۱۹۵۸ء میں پاکستان میں ... آ گیا۔ اور اسی دوران جماعت احمدیہ کے خلاف منصوبہ بنایا گیا۔ اور آخر کار ۱۹۷۴ء میں جماعت کے خلاف بہت بڑا ہنگامہ برپا کر کے اسے غیر مسلم قرار دیا گیا۔ آئندہ دو بڑے انقلاب ۱۹۸۴ء اور ۱۹۹۱ء میں آنے والے ہیں ان میں سے ایک انقلاب جماعت احمدیہ کی سریع ترقی کے متعلق ہے واللہ اعلم۔ جو زندہ رہیں گے وہ انشاء اللہ جماعت کی ترقی اور اس انقلاب کو دیکھ لیں گے۔

الہام و کلام کا دروازہ آج بھی کھلا ہے وہ خدا آج بھی اپنے بھگتوں سے پیار کرتا ہے۔ ان سے کلام کرتا ہے جو پہلے زمانوں میں ویدک رشیوں سے گیتا والے کرشن مراری سے اور ننکانہ آبادی میں بسنے والے اپنے پیارے بندوں سے کیا کرتا تھا۔

اس پیشگوئی کا دوسرا پہلو اپنے لوگوں سے تعلق رکھتا ہے۔ جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ

اخبار سٹیٹسمین جنرل اینڈ ہیرو نیوز اور گرنتھ اینڈ ہیرو نیوز مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء ... ان باتوں کی تصدیق کرتے ہوئے ... نے تفصیلی روشنی ڈالی ہے

اور خلافت حقہ اسلامیہ کے دوبارہ قیام کے تصور سے ناامید ہو چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلامی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ جاری ہوا۔ لیکن خلفائے راشدین کے بعد خلافت اسلامیہ حقیقی معنوں میں قائم نہ رہ سکی اور پھر مسلمان خلافت جیسی نعمت عظمیٰ سے محروم ہو گئے۔ اتحاد کا کوئی واجب الاحترام امام نہ رہا۔ اور نہ مرکزی بیت المال اور نہ ہی مرکزی قضا۔ ساری قوم اس لحاظ سے انتشار کا شکار ہو گئی۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلعم کی بعثت ثانیہ کا زمانہ آگیا۔ اور حقیقت محمدیت احمدیت میں نمایاں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت احمد کو امام مہدی علیہ السلام کے روپ میں ظاہر فرمایا۔ جن کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور خلافت علیٰ منہاج نبوت کی داغ بیل ڈالی گئی۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت احمدیہ میں پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ قائم ہوا۔ مگر جماعت کے کچھ وجاہت پسند افراد نے خلافت احمدیہ حقہ کے خلاف آواز اٹھائی اور خلافت کے وجود سے انکار کر دیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے وصال کے بعد نظام خلافت سے الگ ہو کر لاہور میں جا ڈیرہ لگایا۔ خلافت راشدہ اسلامیہ کے بعد خلافت کو ختم کرنے کی یہ پہلی کوشش تھی۔ لیکن عالم الغیب خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کو پہلے ہی الہاماً بتا دیا تھا کہ:

"میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا۔ اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے۔ جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔"
(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۸۶ء میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہیں تھا۔ اور نہ کوئی آدمی آپ کے ساتھ تھا۔ اس وقت جماعت کی بنیاد ہی نہیں رکھی گئی تھی۔ چونکہ احمدیت کے شامل حال اللہ تعالیٰ کی تائید تھی۔ اس لئے الٰہی تائید نے حضرت المصلح الموعودؓ کے وجود سے خلافت احمدیہ کو استحکام بخشا۔ اور جماعت احمدیہ میں خلافت سے وابستگی اخلاص کا عملی مظاہرہ ہے۔ حضور نے خلافت کے قیام، اس کی ضرورت، اس کی برکات پر متواتر روشنی ڈالی۔ خلیفہ کے انتخاب کے لئے اصول اور ضوابط مقرر فرمائے۔

خلیفہ کا قیام، کام اور اس کے ساتھ جماعت کے فرائض وغیرہ امور کو متعین فرمایا۔ نظام خلافت کو قائم اور مضبوط فرما کر ساری دنیا کے احمدیوں کو ایک امام، ایک بیت المال اور ایک قضا کی مستحکم بنیادیں قائم کیں۔ آج ایک کروڑ سے زائد احمدی ایک امام کے ہاتھ پر جمع ہیں اور خلافت کی روحانی برکات سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے نفوس و اموال میں امید سے بڑھ کر برکت بخشے اور انہیں دوسروں پر تا قیامت غلبہ بخشے آمین۔

حضرت المصلح الموعودؓ کی زیر قیادت جماعت احمدیہ نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ خلافت ثانیہ سے پہلے بیرونی دنیا میں جماعت کا صرف ایک مشن تھا۔ مگر دور ثانیہ میں جماعت احمدیہ دنیا کے قابل ذکر سبھی ملکوں میں پھیل چکی ہے۔ خلافت ثانیہ کے بالکل ابتدائی دور کی ترقی کا حال ایک ہندو اخبار نے ۱۹۲۷ء میں لکھا تھا کہ:

"احمدیہ جماعت کا ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی حلقہ ہے۔ یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، عرب ... تمام حلقہ ... دنیا کا کوئی ایسا ملک نہیں جہاں جماعت احمدیہ کی شاخ یا کوئی احمدی کام نہ کر رہا ہو۔ یورپ کے تمام ممالک انگلستان، فرانس، جرمنی وغیرہ میں ... بلکہ ان کے مشن موجود ہیں۔ امریکہ میں بھی تبلیغ ہو رہی ہے۔ اور افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں، عراق ایران کے زرخیز میدانوں میں، متمدن ممالک ترکستان، شام، افغانستان کی خوشنما وادیوں میں غرضیکہ ہر جگہ ان کی کوششیں جاری ہیں۔ اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔"
(تیج ۵ جولائی ۱۹۲۷ء)

یہ خلافت احمدیہ کی ابتدائی ترقی کی ایک جھلک ہے۔ اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ذہانت اور اولوالعزمی کے غیر بھی معترف ہیں۔ سردار ارجن سنگھ رنگیلا نے لکھا تھا کہ "وہ ایک ... فی الواقع ایسا ثابت ہوا کہ اس نے ایک عالم میں تغیر پیدا کر دیا ہے" (رسالہ خلیفہ قادیان ...)

... ارجن سنگھ ایڈیٹر رنگین امرتسر، مولانا ظفر علی صاحب ظفر ایڈیٹر زمیندار لاہور نے لکھا کہ:

"کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے

گے بندے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے۔ اور قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا خاک ہے ...... مرزا محمود کے پاس ایک ایسی جماعت ہے جو اپنا تن۔ من۔ دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے۔"

(ایک خوفناک سازش صفحہ ۱۹۶ از مظہر علی اظہر)

عالم اسلام خلافت حقہ اسلامیہ کے فیوض و برکات سے صدیوں مستفید رہا۔ مسلمان اپنے درخشاں ماضی اور اپنے عروج کو یاد کرتے ہوئے خلافت کے قیام کے لئے کوشاں رہے۔ آخری کوشش جناب عبد الحمید صاحب سلطان ترکی کو خلیفۃ المسلمین بنانے کی بھی ناکام ہوئی۔ تحریک خلافت مہاتما گاندھی جی کا بھی تعاون شامل تھا چونکہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور خلیفہ کا تعلق آسمان سے ہوتا ہے نہ کہ زمین سے اس لئے یہ زمینی تحریکات و کوششیں ناکام ہوئیں۔ لیکن احمدیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت ہے اس لئے جماعت احمدیہ میں خلافت حقہ احمدیہ کا قیام عمل میں آیا اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کے بعد حضرت المصلح الموعود کے ذریعہ سے استحکام حاصل ہوا۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ خلافت ثانیہ سے پہلے بیرونی دنیا میں صرف ایک احمدیہ مشن کام کر رہا تھا۔ مگر اب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا کے قریباً ۸۰ ملکوں میں ہمارے مشن باقاعدہ کام کر رہے ہیں ان سے متعلق ۲۲۰ تبلیغی مراکز ہیں جن میں مرکزی اور لوکل مبلغین کام کر رہے ہیں مختلف ممالک میں ۵۳۵ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ ۱۰۵ تعلیمی ادارے ۲۲ میڈیکل سنٹر قائم ہو چکے ہیں۔ ایک کروڑ سے زائد احمدیوں کی تعداد ہے اور دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ خلافت کی برکتوں سے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اولاد کے بارے دعا پڑنا آب و تاب سے پوری ہوئی اور قیامت تک انشاء اللہ پوری ہوتی رہے گی۔

اس وقار ہوئیں شہر دیار ہر روئے
حق پر شار ہو ویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

ولادتیں

(۱) مورخہ ۲۰ ۸۷ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم قاضی شاہد احمد صاحب قادیان کو بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "مشہود احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم قاضی عبد الحمید صاحب درویش کا پوتا اور مکرم بہادر خان صاحب درویش مرحوم کا نواسہ ہے۔ اس خوشی میں مکرم قاضی صاحب نے دس روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں جزاہ اللہ خیراً (۲) مورخہ ۲۴ ۸۷ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم نصیر احمد انور ایکسائز انجینئر حال مقیم بسلسلہ ملازمت غازی آباد (یو۔ پی) کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش کا پوتا اور مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال آمد قادیان کا نواسہ ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام "مسعود احمد" تجویز فرمایا ہے۔ (۳) مورخہ ۸۷ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم ڈاکٹر عبد السمیع صاحب آف حیدر آباد کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے نومولود مکرم حکیم عبد الصمد صاحب مرحوم کا پوتا اور مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال آمد قادیان کا نواسہ ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام "عطاء البصیر" تجویز فرمایا ہے۔ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف اور مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش نے بطور شکرانہ مختلف مدات میں چالیس روپے ادا کئے ہیں فجزاہم اللہ خیراً۔

قارئین سے ہر سہ نومولودین کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور نیک صالح و خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ایڈیٹر)

درخواست ہائے دعا

● مکرم عباس علی صاحب ماجدی ساکن پالا کرتی علاقہ مارنگل (آندھرا) نے فشت ویئر کا نیا کاروبار شروع کیا ہے موصوف دس روپے اعانت بدر میں ادا کر کے کاروبار کے ہر جہت سے بابرکت اور کامیاب ہونے کے لئے۔ ● مکرم بشیر الدین صاحب موسیٰ رام باغ حیدر آباد اپنی بیٹی عزیزہ امۃ الکریم سلمہا کی تقریب رخصتانہ کے بخیر و خوبی انجام پذیر ہونے اور رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے ● مکرم محمد زکریا ورک صاحب مقیم کنگسٹن کینیڈا نے پٹرول پمپ کا کام شروع کیا ہے۔ کاروبار میں ترقی اور برکت عطا ہونے کے لئے ● مکرم سید ظہیر الدین محمود احمد صاحب بریلی اپنی کامل صحت و شفایابی کے لئے ● مکرم محمد فرحت اللہ صاحب احمدی حیدر آباد محکمانہ کیس میں حصول کامیابی نیز بڑی بھاوجہ محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ منجھلے بھائی مکرم عنایت اللہ صاحب ساکن چندا پور، بھانجے عزیز منصور احمد سلمہ اور خود کی کامل صحت و شفایابی کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔　(ادارہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے تنظیمی کارنامے بقیہ صفحہ ۱۳

بچہ بوڑھا ہر احمدی مرکز نبوت پر مرکوز و مجتمع ہے۔ مگر تنظیم کی ضرورت اور برکات کا علم احساس ملاحظہ ہو کہ اس جامع و مانع تنظیم پر بس نہیں اس وسیع حلقہ کے اندر متعدد چھوٹے چھوٹے حلقے اور بنا کر ہر فرد کو اس طرح جکڑ دیا گیا ہے کہ ہل نہ سکے۔ عورتوں کی مستقل جماعت لجنہ اماء اللہ ہے اس کا مستقل نظام ہے۔ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر اُن کا جداگانہ سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ خدام الاحمدیہ نوجوانوں کا جدا نظام ہے۔ پندرہ تا چالیس سال کے ہر فرد جماعت کا خدام الاحمدیہ میں شامل ہونا ضروری ہے۔ چالیس سال سے اوپر والوں کا مستقل ایک اور حلقہ ہے۔ انصار اللہ جس میں چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب تک شامل ہیں ان واقعات اور حالات کو بیان کرنے سے صرف اس قدر دریافت کرنا ہوتا ہے کیا ہم کو تم سے یا اس سے اور اسی طرح کا وقت نہیں آیا؟ کیا تم سے ان متعدد موریوں نے ہمارے مقابلہ میں کوئی ایک بھی مورچہ نکالا جو حریف نے بلوہ آسک کو میدان جہاد میں لا کھڑا کیا۔ میرے نزدیک ہماری ذلت اور رسوائی اور میدان کشاکش میں شکست و پسپائی کا ایک بہت بڑا سبب یہی غلط معیار شرافت ہے۔"

(زمزم ۲۴ جنوری ۱۹۴۵ء)

دشمنان احمدیت کا یہ اعتراف شکست و ناکامی جہاں اُن کی دلی حسرتوں اور محرومیوں کا منہ بولتا ثبوت ہے وہاں ہمیں بھی اس جہت سے ہمیشہ چوکس اور بیدار رہنے کی تلقین کرتا ہے کہ ہم اپنے اس جماعتی حصار کو ہر آن مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جائیں تاکہ دشمن خواہ کسی بھی مرحلہ پر ہمارے اس جماعتی اتحاد اور تنظیم میں رخنہ اندازی نہ کر سکے۔ ہمارے لئے اس حقیقت کو ہمیشہ اپنے ذہنوں میں مستحضر رکھنا ضروری ہے کہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں انصار اللہ یعنی اللہ کے دین کے مددگار کا نام عطا فرمایا ہے۔ آج پھر دشمن احمدیت کی نگاہیں اس تاک میں لگی ہوئی ہیں کہ وہ کب اور کس طریق سے ہماری صفوں میں انتشار پیدا کر سکے بحیثیت انصار اللہ یہ ذمہ داری سب سے پہلے ہم پر عائد ہوتی ہے کہ ہم دشمنان احمدیت کے ان ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دینے کے لئے اپنے آپ کو حقیقی مددگار بنائیں۔ آج ہماری حقیقی مدد اور قربانیوں کے نتیجہ میں ...... اللہ قوموں کا ...... ہو سکتے ہیں ...... کا بابرکت آسمانی نظام ہے اور اسی نظام آسمانی کی حفاظت کا عہد انصار اللہ کا طرہ امتیاز ہے اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ اپنے فضل اور رحم سے وجود سیدنا حضرت مصلح موعود کو اپنے قرب خاص میں ہمیشہ بلندی درجات سے نوازتا چلا جائے جس نے ہمیں نظام خلافت کے تابع جماعتی تنظیم دے کر یہ بیش بہا دولت عطا فرمائی اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولاد کو ہمیشہ اس بابرکت نظام روحانی کے تابع فرمان رہتے ہوئے اس کے جملہ تقاضوں کو پورا کرتے چلے جانے کی بھی توفیق عطا فرماتا رہے آمین۔ اللّٰھم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

کلید فتح و ظفر - بقیہ صفحہ ۱۴

اور دلوں میں انتہائی خوشی محسوس کی۔ شیخ مہر علی صاحب کے طویلہ میں ۴۰ روز کی منضرعانہ دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے کیسے شرف قبولیت بخشا۔ اور اس کے نتیجہ میں پسر موعود جس کا "آنا گویا" اللہ تعالیٰ کا خود آسمان سے نازل ہو گیا" تھا جماعت احمدیہ کی ترقی کو دیکھ کر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو کس قدر خوشی ہوئی ہوگی پیشگوئی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نشان معمولی معجزہ نہیں بلکہ اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سچائی کا زبردست غیر معمولی اور عظیم الشان نشان ہے۔ اے اللہ تو اپنے فضل و کرم سے ہمیں اپنی اور اپنے محبوب خلیفہ کی خوشنودی عطا فرما۔ اور روحانی ترقیات سے مالا مال کر دے آمین اللّٰھم آمین

٭٭٭

اداریہ بقیہ صفحہ (۲)

چنانچہ اس وقت اکثریت نے حکیم نورالدین صاحبؓ کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ جس پر مخالفین نے محولہ صدر پیشگوئی کا مذاق بھی اڑایا۔ لیکن حکیم صاحبؓ کی وفات کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ مقرر ہوئے اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے زمانہ میں احمدیت نے جس قدر ترقی کی وہ حیرت انگیز ہے ...... جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی بھی من وعن پوری ہوئی "

(اظہارِ حق ۱۶۱۶-۱۵۱۴ از مولانا سمیع اللہ خان صاحب فاروقی۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم ص ۱۲۹/۱۳۰)

سیدنا حضرت محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ۵۲ سالہ بابرکت عہدِ خلافت میں اللہ تعالیٰ کے جلال و کبریائی، دینِ اسلام کے تفوق و برتری اور قرآن مجید کی عظمت و شان کو آفتاب نصف النہار کی مانند آشکار کرنے کے لئے جو عظیم اور محیر العقول کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور ان کے نتیجہ میں دنیا بھر میں غلبۂ اسلام کی جو مستحکم عملی بنیاد پڑی وہ جماعتِ احمدیہ کی تعمیر اور روز افزوں ترقی میں ایک انتہائی اہم اور عظیم سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آج افقِ احمدیت پر طلوع ہونے والا ہر نیا دن جہاں اس کے لئے نئی نئی کامیابیوں اور نئی فتوحات کا مژدۂ جانفزا لیکر آتا ہے؛ وہاں وہ اس پیشگوئی کی عظمت و صداقت کو نئے سے نئے رنگ میں آشکار کرنے کا موجب بنتا ہے۔ مبارک ہے وہ جو اسلام کی صداقت و حقانیت کو روزِ روشن کی طرح آشکار کرنے پر اس مہتم بالشان آسمانی نشان پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرے ؎

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

خورشید احمد انور

درخواستِ دُعا

● — مکرم محمد شفیع صاحب واعظ رشی نگر (کشمیر) دس روپے امداد بَدَر میں ادا کر کے اپنے بیٹے عزیز شبیر احمد سلمہٗ کے رشتہ کے بابرکت ہونے اور اپنی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے — ● — مکرم عبدالسلام صاحب گنائی رشی نگر (کشمیر) اپنی کامل صحت و شفایابی اور دینی و دنیوی مقاصد میں کامیابی کے لئے قارئین کرام سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

—————(ادارہ)

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب: ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۳ ۷۰۰۰

MODERN SHOE CO.

31/5/6. LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475
RES. 273903

CALCUTTA - 700073.

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE :- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث)

فرینکفرٹ (مغربی جرمنی) میں معیاری اور بارعایت:-

● گروسری ● مٹھائیاں ● کیسٹس — اور — ● تازہ سبزیوں

کی خرید کیلئے آپ کی اپنی دوکان۔

TAJ CASH AND CARRY

KLINGER STR. 9, 6000 FRANKFURT / MAIN.

PHONE :- 069 - 281801 — PROP. INAM AND ATA.

باغ میں ملّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

رائچوری الیکٹریکلس، الیکٹرک کنٹریکٹر

RAICHURI ELECTRICALS

ELECTRIC CONTRACTOR

TARUN BHARTAT CO-OP. HOUSE SOCT.

PLOT NO. 5, GROUND FLOOR

OLD CHAKALA, OPP. CIGARETTE FACTORY

ANDHERI (EAST)

PHONES { OFFICE :- 6348179. RESI. 629389. }

BOMBAY - 400099

ارشادِ باری تعالیٰ :-

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝

اللہ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے!!

———— (طالبِ دُعا) ————

آٹو ونگس

AUTOWINGS,

13 - SANTHOME HIGH ROAD.

MADRAS — 600004.

PHONES { 76360. 74350 }

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِر

کراچی میں

معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیے

الرّؤف جیولرز

۱۶۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ، حیدری، شمالی ناظم آباد۔ کراچی

(فون نمبر: ۶۹-[illegible])

یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ { کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس بستاکسٹ جیون ڈریسیز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اُڑیسہ)

پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294 }

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SK. GHULAM HADI & BROTHERS, READYMADE GARMENTS DEALERS

CHANDAN BAZAR, BHADRAK, Distt:- BALASORE (ORISSA)

فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے { ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گُڈ لک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اُوشا پنکھوں اور سلائی مشین کے لیے تشریف لائیں

ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے!

(کشتی نوح)

پیشکش:۔ ROYAL AGENCY

PRINTERS, BOOKSELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS.

CANNANORE - 670001, PHONE NO. 4498.

HEAD OFFICE - P.O. PAYANGADI - 670303. (KERALA)
PHONE NO. 12.

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے!

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SAIRA Traders,

WHOLESALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPALS.

SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD-500002.

PHONE NO. 522860.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)

الائیڈ گلو پروڈکٹس،

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

(پتہ)

نمبر ۲/۴/۲۴۰ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

(فون نمبر:۔ ۴۲۹۱۶)

"وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۸)

NIR®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

Regd. No P. GDP-3 | **The Weekly Badr QADIAN 143516** | Phone No. 35

12 th FEBRUARY 1987. | MUSLEH-E-MAUOOD NUMBER | PRICE Rs. 2-00

BANI ®

موٹر گاڑیوں کے ربر پارٹس

ESTABLISHED 1956

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

AUTOMOTIVE PARTS MANUFACTURERS

HEAD OFFICE : **BANI HOUSE** 56 TOPSIA ROAD (SOUTH)
CALCUTTA 700 046 PHONE : 43-5206 43-5137
CITY SHOWROOM 5 SOOTERKIN STREET CALCUTTA 700072 PHONE : 23-1574 CABLE: **AUTOMOTIVE**

طالبانِ دُعا: ظفر احمد بانی، مظہر احمد بانی، ناصر احمد بانی و محمود احمد بانی
پسران میاں محمد یوسف صاحب بانی مرحوم و مغفور

Only Title Printed at HAMDARD PRINTING PRESS JALANDHAR